خطبات ارشدی

Part - 11

فضیلۃ الشیخ دکتور ارشد بشیر عمری مدنی سلمہ اللہ

Shaikh Dr. Arshad Basheer Umari Madani

Hafiz, Aalim, Faazil (Madina University, KSA),
MBA, PhD from Switzerland.
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean The ABM School, Hyd.
www.askislampedia.com | www.abmqurannotes.com | www.askmadani.com
+91 92906 21633 (WhatsApp only)

فہرست

گستاخانہ فلم کا علمی جواب 2

اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق چھ واقعات اور ان سے پندرہ اسباق 21

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمۃ اللعالمین 57

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عالمی، دعوتی مشن ساری انسانیت کے لیے رحمت 81

گستاخانہ فلم کا علمی جواب

عناصرِ خطبہ

تمہید

فلم کاری ایکشن

اسلام کے سیلاب کو روکنے کی ایک سازش: "مسلمانوں کو مشغول رکھنا" تاریخی کے آئینہ میں

دورِ نبوی ﷺ ایک جائزہ

دورِ خلافتِ راشدہ ایک جائزہ

دورِ بنو امیہ ایک جائزہ

دورِ بنو عباسیہ ایک جائزہ

۱۲۵۸ء کی دو عظیم طاقتیں

اسلام اور پیغمبرِ اسلام پر حملے کا اہم سبب: تکبر اور حسد

آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کتابوں اور فلموں کے ذریعے

آپ ﷺ کی ذات اور دعوت میں کوئی خامی نہیں تھی

دعوت، قتال، جدال اور ضرب کا معنی

دعوتِ دین کا طریقہ

تمہید:

میں سب سے پہلے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا شکر بجالاتا ہوں۔اس کے بعد بے پایاں اور ان گنت درود وسلام ہو محمد مصطفیٰ ﷺ پر جنہوں نے ہمیں زندگی گزارنے کا ایک بہترین طریقہ سکھایا ہے۔

آج میں جس "ٹاپک" پر آپ کے سامنے گفتگو کرنے جارہا ہوں۔ وہ ہے "گستاخانہ فلم کا علمی جواب"۔

امریکہ میں ایک فلم بنائی گئی ہے۔ اس فلم کے تقریباً سترہ کلپس ہیں۔جس کا انھوں نے "پرومو" پیش کیا ہے۔یعنی یہ ابتدائیہ ہے۔ مستقبل میں اس کا "فُل ورژن" آنے والا ہے۔جب اس کا "پرومو" آیا تو پوری دنیا میں ہنگامہ برپا ہوگیا۔اور یہ فلم سترہ منٹ پر مشتمل ہے۔اور ہر منٹ کی ایک "کلپ" بنائی گئی ہے۔اس فلم میں من گھڑت اور موضوع روایات کا سہارا لے کر محمد ﷺ کی شان میں گستاخی کی گئی ہے۔

یعنی زمانۂ قدیم میں کچھ جھوٹوں نے مل کر چند من گھڑت روایتیں بیان کی تھیں۔ اس کو دورِ حاضر کے چند جھوٹوں نے "ڈیجی ٹلائز" کر دیا۔اور "ٹکنالوجی" کے ذریعے اس کو عام لوگوں میں لانے کی ناپاک سازش و کوشش کی ہے۔یہی اس فلم کا خلاصہ ہے۔ یہ ساری باتیں ہمیں اخبارات کے ذریعہ معلوم ہوئیں۔

اس فلم میں جو سب سے پہلے "کلپ" بتائی گئی ہے۔ اس کو انھوں نے پورے من گھڑت واقعات کا سہارا لے کر اس طریقے سے "پریزنٹ present "اور پیش کیا۔جو کہ براہِ راست قرآنِ مجید کی آیت سے ٹکراتا ہے۔اور اس فلم کے اندر جو "کنٹنٹ content "ہے۔اور آپ ﷺ کے بارے میں جو کہا گیا ہے میں اس کو اپنی زبان پر نہیں لانا چاہتا ہوں کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا:

"بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ"

ترجمہ:"ایمان کے بعد فاسق ہونا برا نام ہے اور جس نے توبہ نہ کی سو وہی اصل ظالم ہیں۔"(سورۃ الحجرات:11/ 49)

میں آپ کو کچھ ہنٹس (اشارے) دونگا۔ جس سے آپ کو پتہ چلے گا کہ کس کس طریقے سے محمد ﷺ کی زندگی پر دشمنانِ اسلام نے حملہ کیا ہے؟۔ اور ساتھ ہی اس کا تاریخی پسِ منظر کیا ہے؟۔ اس کا بھی ذکر کرنے کی کوشش کروں گا۔ ان شاء اللہ

اسلام کے سیلاب کو روکنے کی ایک سازش:"مسلمانوں کو مشغول رکھنا" تاریخ کے آئینہ میں

دورِ نبوی ﷺ ایک جائزہ:

تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ دشمنانِ اسلام نے مسلمانوں کو ہمیشہ غیر ضروری کاموں میں مصروف اور بیزی busy رکھنے کی کوشش کی ہے۔ تاکہ مسلمان اپنے دین کی تبلیغ واشاعت نہ کر سکیں۔ جس کے لئے کبھی ان کے خلاف جنگ کی گئی، کبھی ان کے خلاف کتابیں لکھی گئیں اور کبھی اشتعال انگیز بیان دے کر انہیں بھڑکایا گیا۔

نبی کریم ﷺ تیرہ سال مکہ میں رہے۔ کفارِ مکہ آپ ﷺ اور صحابہ کرام کو مسلسل ستاتے رہے۔ اور جب آپ ﷺ مدینہ آئے تو تقریباً چھ سال تک آپ ﷺ وہاں جنگوں میں مصروف رہے۔ سن دو ہجری میں مسلمانوں کی تعداد عورتوں کے علاوہ تین سو سے کچھ زائد تھی کیونکہ جنگ بدر میں شریک ہونے والے صحابہ کی تعداد تین سو تیرہ تھی۔ سن تین ہجری میں مسلمانوں کی تعداد عورتوں اور منافقین کے علاوہ سات سو سے کچھ زائد تھی کیونکہ جنگِ احد میں شریک ہونے والوں کی تعداد سات سو تھی۔ سن پانچ ہجری میں مسلمانوں کی تعداد عورتوں کے علاوہ تین ہزار سے کچھ زائد تھی۔ لیکن سن آٹھ ہجری میں مسلمانوں کی تعداد عورتوں کے علاوہ دس ہزار سے زیادہ ہو گئی اور دس

ہجری میں مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہوگئی تھی۔ صرف چار سالوں میں اتنی بڑی تعداد کا اضافہ ہوا اور اس کا سب سے بڑا سبب صلحِ حدیبیہ ہے یعنی آپ ﷺ کفار مکہ سے سن ٦ ہجری میں حدیبیہ کے مقام پر دس سال تک جنگ نہ کرنے اور امن کے ساتھ رہنے کی جو صلح کی تھی اسی کے سبب لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوتے گئے۔ دشمنانِ اسلام جانتے ہیں کہ مسلمان اگر سکون اور اطمینان سے رہیں گے تو وہ اسلام کو بڑی تیزی کے ساتھ پھیلائیں گے، کیونکہ اسلام ایک دینِ فطرت ہے وہ لوگوں کو بڑی آسانی کے ساتھ سمجھ میں آجاتا ہے۔ اسی لئے تاریخ کے ہر دور میں یہی کوشش کی گئی کہ ہمیشہ مسلمانوں کو مصروف رکھا جائے۔

دورِ خلافتِ راشدہ ایک جائزہ:

آپ ﷺ کی وفات ٦٣٣ء میں ہوئی۔ اس کے بعد تیس سال تک یعنی ٦٦٣ء تک خلافت راشدہ کا دور رہا کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«الخِلَافَةُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ سَنَةً، ثُمَّ مُلْكٌ بَعْدَ ذَلِكَ»

ترجمہ: "میری امت میں خلافت تیس تک رہے گی پھر اس کے بعد بادشاہت کا دور شروع ہو گا"۔

(الراوی: سفینۃ رضی اللہ عنہ المصدر: سنن الترمذی رقم الحدیث: 2226
خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں فتوحات زیادہ ہوئے۔ سعودی کے رائٹ سائڈ (دائیں جانب) کسری کی حکومت تھی جس کے ماتحت تقریبا سترہ ممالک تھے، جیسے: عراق، ایران وغیرہ، مسلمانوں نے ان سارے حکومتوں کو فتح کر لیا تھا۔ سعودی کی لفٹ سائڈ (بائیں جانب) قیصر کی حکومت تھی جس کے ماتحت تقریبا ۳۷ ممالک تھے۔ جیسے: سیریا،

ترکی، اٹلی وغیرہ۔ اور اس کے بھی اکثر علاقے مسلمانوں نے فتح کر لیا تھا۔ لیکن بعد میں صلیبی جنگوں میں قیصر کے سارے علاقے مسلمانوں کے ماتحت آ گئے۔

آج رافضی جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ جس ملک میں وہ رہتے ہیں یہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دین ہے۔ انہیں چاہئے کہ وہ شیخین کا احسان مان کر انہیں گالی دینے کے بجائے دعائیں دیں۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دور زیادہ تر فتنوں کو ختم کرنے میں گزر گیا۔ کیونکہ دشمنوں نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں میں اختلافات اور فتنے پیدا کئے تھے۔

دورِ بنو امیہ ایک جائزہ:

خلافت راشدہ کے بعد خلافت بنو امیہ کا دور شروع ہوا۔ نبی کریم ﷺ کی وفات کے ۹۰ سال کے بعد ۷۲۳ء میں عمر بن عبد العزیز کا دور تھا۔ ان کے دور میں اسلامی حکومت ایشیاء، آفریقہ اور یورپ کے ایک بڑے حصے تک پھیلی ہوئی تھی۔ آج کے زمانہ کے لحاظ سے تقریبا پچاس ممالک ان کے ماتحت تھے۔ ان کے دور میں ہر طرف امن وامان اور خوشحالی رہی۔ "وکیپیڈیا" میں لکھا ہوا ہے کہ تاریخ کی یہ ایک واحد حکومت ہے جس کے اندر ایک بھی معصوم کو مارنے کا واقعہ نہیں ملتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر آج بھی مسلمان اپنے ایمان کو مضبوط کئے، شرک سے اجتناب کئے، توحید پر قائم رہے اور کتاب وسنت عمل پیرا ہوتے رہے تو ضرور اللہ تعالی انہیں سارے لوگوں پر غالب کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ "

ترجمہ:"تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال کئے ہیں اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسے کہ ان لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا جو ان سے پہلے تھے اور یقیناً ان کے لئے ان کے اس دین کو مضبوطی کے ساتھ محکم کرکے جمادے گا جسے ان کے لئے وہ پسند فرما چکا ہے اور ان کے اس خوف وخطر کو وہ امن وامان سے بدل دے گا، وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ اس کے بعد بھی جو لوگ ناشکری اور کفر کریں وہ یقیناً فاسق ہیں۔"(سورۃ النور:55/24)

اور جو اللہ اور اس کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی نافرمانی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں ذلیل ورسوا کردے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ أُولَـٰئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ "

ترجمہ:"بیشک اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی جو لوگ مخالفت کرتے ہیں وہی لوگ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں(سورۃ المجادلۃ:20/58)

دورِ بنو عباسیہ ایک جائزہ:

۷۵۰ء سے ۱۲۵۸ء تک بنو عباسیہ کا دور ہے۔ ان کا آخری خلیفہ مستعصم باللہ تھا. ان کا پایہء تخت بغداد تھا جو کہ علم وہنر تہذیب وثقافت کا مرکز تھا. تاتاریوں نے بغداد پر حملہ کرکے ان کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ اس طرح عباسیہ خلافت کا سورج ڈوب گیا۔ ان کی شکست کا سب بڑا سبب یہ تھا کہ یہ لوگ آپسی اختلاف اور خلقِ قرآن جیسے مسائل میں الجھ گئے تھے اور بنو عباسیہ کا ایک رافضی وزیر تاتاریوں کو مدعو کیا تاکہ وہ حکومتِ بنو عباسیہ پر حملے کریں۔ **اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے**

خلقِ قرآن کا فتنہ

مامون کے زمانہ میں خلقِ قرآن کا فتنہ اٹھا۔ عیسائیوں کا عقیدہ ہے وہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام "ورڈ آف گاڈ word of god " ہے۔ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے "کن" کہا تو یہ "کن" لفظ انسان کی شکل اختیار کر لیا۔ تو معتزلہ نے سوچا کہ جب ایک لفظ سے عیسیٰ علیہ السلام انسانی شکل اختیار کر لے سکتے ہیں۔ تو پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کلام قرآن کیوں مخلوق نہیں بن سکتا؟ اسی لئے انہوں نے کہا کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں بلکہ وہ دوسرے مخلوقات کی طرح ایک مخلوق ہے جس طرح دوسرے مخلوقات کو فنا ہے اسی طرح قرآن کو بھی فنا ہے نعوذ باللہ۔ لیکن اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ قرآن مخلوق نہیں بلکہ کلام اللہ ہے جس طرح اللہ کو فنا نہیں اسی طرح اسے بھی فنا نہیں ہے اسی ایک مسئلہ کی خاطر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو بہت تکلیفیں دی گئیں ان کی پیٹھ پر روزے کی حالت میں سو ایسے کوڑے برسائے گئے کہ اگر ایک کوڑا کسی ہاتھی کو مارا جاتا تو وہ بھی برداشت نہیں کر پاتا لیکن اس عزیمت کے پیکر نے ان ساری تکلیفوں کو برداشت کرتے ہوئے کہا کہ قرآن کلام اللہ ہے.

آج ہم بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی شان میں گستاخی کر رہے ہیں۔ ہماری عبادات میں شرک وبدعت، معاملات میں بد اخلاقی، شادی بیاہ میں غلط رسم ورواج آچکی ہے ہمیں چاہئے کہ ہم ان تمام چیزوں سے اجتناب کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت ہمیں حاصل ہو۔

۱۲۲۸ء کی دو عظیم طاقتیں:

۱۲۲۸ء میں مسلمانوں کے دو عظیم دشمن نمودار ہوئے؛ ایک تاتاری تھے جنہوں نے کئی مسلمانوں کو مار کر قیامتِ صغری برپا کر رکھا تھا لیکن بعد میں اللہ تعالی انہیں اسلام کی نعمت سے نوازا وہ مشرف بہ اسلام ہوگئے اور دوسرے قیصر تھے جن کے ساتھ مسلمانوں کی صلیبی جنگیں ہوئیں اور انہیں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

مسلمانوں پر تاتاریوں کا حملہ

۱۲۵۸ء میں چنگیز کا پوتا ہلاکو خان نے ایران کے "باڈر" پر موجود پُل توڑ دیا۔ جس کی وجہ سے پانی بہہ کر شہر میں آگیا۔ اور اس سے لاکھوں مسلمانوں کی موت واقع ہوئی ۔ علامہ ابن اَثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ کاش میں اس واقعہ سے پہلے مر جاتا اور میری آنکھیں اس منظر کو نہ دیکھتیں۔۔

پھر اس کے بعد ہلاکو خان ۱۲۵۸ء میں بغداد کا رخ کیا اور اس میں داخل ہو کر مسلمانوں کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور کافی خون خرابہ کیا۔ علامہ ابنِ کثیر رحمہ اللہ "البدایہ والنھایہ" میں لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کا خون اتنا بہہ رہا تھا کہ سڑکوں کے اوپر اونٹ چلتے وقت "تھپ تھپ" کی آواز آتی تھی۔ گھوڑوں کا چلنا مشکل ہو گیا۔ اور یہ لوگ مسلمانوں کی لاشوں اور سروں کو تہ بہ تہ جمع کر کے شام کے وقت آپس میں ایک دوسرے سے کہتے تھے میرا منارہ اونچا ہے۔

ابنِ کثیر رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں: ماحول "پولیوشن polution" اتنا خراب ہو گیا تھا کہ مسلمانوں کی لاشیں سڑکوں پر اسی طرح سے سڑ رہی تھیں۔ معصوم مسلمان جو بیماری کا شکار تھے وہ بھی اس پولیوشن کی وجہ سے مر گئے اور بیماری سے مرنے والوں کی تعداد شہیدوں سے زیادہ تھی۔

پھر اس کے بعد ہلاکو خان کا پوتا غازان خان نے سیریا کا رخ کیا۔ اہلِ سیریا کو جب یہ معلوم ہوا کہ تاتاری حملہ کرنے کے لئے سیریا کی طرف بڑھ رہے ہیں تو یہ لوگ اپنا غلہ اور اناج جلانے لگے جب ان سے سے پوچھا گیا کہ تم کیوں اناج کو جلا رہے ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ تاتاری آئیں گے، اور یہاں پر قبضہ کریں گے، اور جو ہم نے محنت سے جو اناج اگایا ہے یہ لوگ اسے کھالیں گے اور ہم بھوکے مر جائیں گے یعنی لوگوں کو اپنے آپ پر بھروسہ اٹھ گیا تھا اور لوگ انتہائی ڈرے اور سہمے ہوئے تھے ۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ جوانی کے مرحلے میں تھے ۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ حکومتِ وقت کو سمجھایا کہ ہمیں تاتاریوں کا مقابلہ کرنا ہو گا لیکن چونکہ وہ تاتاریوں سے خوفزدہ تھے لڑائی کی لئے تیار نہ ہوئے، ابن

تیمیہ رحمہ اللہ کو معلوم ہوا کہ غازان خان نے راستے میں آپ ﷺ کو گالی دی ہے۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا خوش ہو جاؤ ہماری ہی جیت ہو گی کیونکہ اس نے ایک بہت بڑی غلطی کی ہے جس کے سبب اسے ہار ناضروری ہے جو بھی آپ ﷺ کی شان میں گستاخ کرے گا ضرور اللہ تعالی اسے ذلت ورسوائی سے دور چار کرے گا۔

جب غازان خان سیریا پہنچا تو ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اسے پہلے نصیحت کی جس سے چلا گیا لیکن بعد میں اس کے سپاہیوں نے اسے غیرت دلائی کہ تمہارے آباءواجداد بڑے جنگجو اور لڑاکو تھے۔ اور تم بزدل ہو۔ وہ سپاہیوں کے بھڑکانے کی وجہ سے دوبارہ اپنی فوج لے کر آیا اور علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنے سو شاگردوں کے ساتھ جو کہ صحیح العقیدہ تھے اور کتاب وسنت کے حامی تھے جنگ میں شریک ہوئے اور آخرکار تاتاریوں کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔ اور علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی دعوت اور ان کی کوششوں سے اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو اسلام کی طرف پھیر دیا اور وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے ۔اور سلطنتِ عثمانیہ اور ہندوستان میں مغل سلطنت اسٹابلش کی۔ علامہ اقبال نے اسی کی طرف کرتے ہوئے فرمایا:

ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے   پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانہ سے

دشمنان اسلام کا اسلام اور پیغمبر اسلام پر حملے کا اہم سبب تکبر اور حسد:

مکی دور میں ابوجہل اور ابولہب وغیرہ آپ ﷺ اور مسلمانوں کو تکبر اور حسد کی وجہ سے ستاتے اور تکلیف دیتے تھے۔ مدنی دور میں یہودیوں کی شرارت بھی حسد ہی کا نتیجہ تھی۔ شاہِ کسری نے تکبر اور حسد کی وجہ سے آپ ﷺ کا خط پھاڑ دیا تھا اور کہا کہ "میری رعایا میں سے ایک حقیر غلام اپنا نام مجھ سے پہلے لکھتا ہے۔" جب آپ ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" اللہ اس کی حکومت کو پارہ پارہ کر دے۔" جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

" بَعَثَ بِكِتَابِهِ رَجُلًا وَأَمَرَهُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ البَحْرَيْنِ فَدَفَعَهُ عَظِيمُ البَحْرَيْنِ إِلَى كِسْرَى، فَلَمَّا قَرَأَهُ مَزَّقَهُ: فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أَنْ يُمَزَّقُوا كُلَّ مُمَزَّقٍ»"

ترجمہ:"رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو خط دے کر بھیجا تاکہ وہ حاکمِ بحرین کو دے، حاکمِ بحرین نے وہ خط کسری کو دیا۔ کسری نے اس کو پڑھ کر پھاڑ دیا پھر اللہ کے رسول ﷺ نے اس پر بدعا کی کہ وہ بھی تار تار ہو جائے۔"

(الراوی:عبداللہ بن عباس المصدر: صحیح البخاری رقم الحدیث:64)

اور ہوا بھی ایسا ہی کہ بیٹا باپ کو قتل کر کے حکومت پر قابض ہو گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مسلمانوں نے اس کو فتح کر لیا۔ آہستہ آہستہ وقت کے ساتھ یہ دشمنی اور حسد "اِنٹر نیشنل لیولinternational level" تک بڑھ گیا۔ کیونکہ صحابہ کرام اور تابعین رسول اللہ ﷺ کے اس قول" فليبلغ الشاهد الغائب" پر عمل کرتے ہوئے اسلام کے پیغام کو انٹر نیشنل لیول تک پہنچادیا تھا۔ اسلام کی بڑھتی ہوئی سرحدوں کو دیکھ کر ان کے پیٹ میں مروڑ ہو رہی تھی، اسی لئے وہ اسلام اور مسلمانوں پر ہمیشہ حملہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ کا ایک تجزیہ:

ابنِ تیمیہؒ اپنی کتاب "الصارم المسلول علىٰ شاتم الرسول" کے صفحہ نمبر ۱۲۷ میں فرماتے ہیں:" میں تاریخ کے اوراق پلٹ کر دیکھتا ہوں کسری جو کہ سپر پاور تھا اس نے آپ ﷺ کا خط پھاڑ دیا تو اللہ تعالیٰ اس کی حکومت کو بھی جلد ختم کر دیا۔ اس کے مقابلے ایک اور سپر پاور حکومت قیصر کی تھی اس کے پاس جب آپ ﷺ کا خط پہنچا تو اس نے ایک آدمی بھیجا اور کہا عرب کا جو بھی آدمی ملے اسے پکڑ لائے تو اس نے ابو سفیان کو پکڑ لایا بادشاہ نے ابوسفیان سے آپ ﷺ کے بارے میں

پوچھا ابوسفیان نے ساری تفصیلات بتائیں، اس کے بعد اس نے اپنے درباریوں سے کہا اے اہلِ روم تمہاری نجات اسی میں ہے کہ تم اس نبی پر ایمان لے آؤ اس پر سارے درباری ناراض ہو گئے تو اس نے بات کو ٹالتے ہوئے کہا کہ یہ بات میں تمہیں آزمانے کے لئے کہا تھا میں دیکھنا چاہتا تھا کہ تمہاری اس نبی کے تعلق سے کیا رائے ہے۔ ابوسفیان نے دربار سے باہر آکر کہا کہ ابن ابی کبشہ (بکریوں کو چرانے والے بچہ) کا اثر، اس قدر بڑھ گیا کہ شاہ قیصر بھی اس سے گھبرا رہا ہے۔ شاہِ قیصر اس وقت بیت المقدس فتح کر کے آیا تھا اس نے بیت المقدس سے خطاب کر کے کہا اے بیت المقدس تجھے میرا آخری سلام، میرے دوبارہ آنے تک محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کے قافلے تجھے روند ڈالیں گے۔ میں اب دوبارہ لوٹ کر نہیں آسکتا۔ پھر اس نے کہا کہ جاؤ اور محمد ﷺ سے کہو کہ آج میں جس جگہ پر ٹھہرا ہوں۔ عنقریب وہ اس پر قابض ہو جائے گا۔ اسی طرح مقوقس شاہِ مصر جو کسریٰ کے ماتحتی میں تھا اس نے آپ ﷺ کے خط کو ایک صندوق میں حفاظت سے رکھا۔"

بہر کیف اس نے آپ ﷺ کے ساتھ عزت کا معاملہ کیا جس کی وجہ سے اللہ تعالی نے اس کی حکومت کو آج تک بھی باقی رکھا ہے۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے زمانہ میں ترکی وغیرہ باقی تھے جو قیصر کے ماتحتی میں تھے۔ ترکی کو ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ کی وفات کے سو سال بعد مسلمانوں نے فتح کیا اور کسریٰ جو آپ ﷺ کا خط پھاڑ دیا تھا اللہ تعالیٰ نے اس سے اس کی حکومت کو جلد ہی چھین لیا۔

آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کتابوں اور فلموں کے ذریعے:

اسلام اور پیغمبرِ اسلام پر حملہ کرنا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ابتداء ہی سے یہ حملے ہوتے آرہے ہیں۔ کیونکہ سلطنتِ اسلامیہ کی سرحدیں وسیع ہوتی جارہی ہیں۔ دنیا کے اکثر ممالک میں عراق، ایران، سیریا، اسپین وغیرہ میں اسلامی حکومت قائم ہے۔ ۱۵۰۵ء میں محمد دفاتح نے ترکی فتح کیا انہوں نے وہاں کا مرکز جس کا نام استنبول تھا اسے بدل کر اسلامبول رکھا اور ۱۵۰۸ء میں بابر ہندوستان میں

داخل ہو رہے تھے جب دشمنوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کو میدانِ جنگ میں ہرانا مشکل ہے تو وہ حملہ کا رخ بدل دیئے اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف کتابیں لکھنا شروع کئے۔ "اڈورسٹ" کہتا ہے ڈیڑھ سو ۱۵۰ سال کی مدت میں ساٹھ ہزار کتابیں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف لکھی گئیں۔ آپ ﷺ کے خلاف ۱۰۸ کتابیں لکھی گئیں۔ اور آج جو فلمیں بنائی جارہی ہیں یہ وہی پرانا زہر جس کو ان کے آباء واجداد کتابوں کی شکل میں محفوظ کر گئے ہیں۔

بدنامِ زمانہ سلمان رشدی بھی انہی کتابوں کو پڑھ کر اسلام اور پیغمبرِ اسلام کے خلاف زہر اگلا۔ من گھڑت اور غلط سورسس sources کے ذریعہ اسلام کا مطالعہ کرنے کا یہی نتیجہ نکلے گا۔ اس نے آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کی اور قرآن کو شیطانی آیات قرار دیا۔ اس نے قرآنی آیات کا ترجمہ "ورسس verses" سے کیا۔ جبکہ آیات کا معنی معجزے، نشانیوں وغیرہ کے ہیں اور "ورسس" کا معنی اشعار ہوتا ہے۔ لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ ﷺ کے بارے میں فرمایا :

"وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُبِينٌ"

ترجمہ: "نہ تو ہم نے اس پیغمبر کو شعر سکھائے اور نہ یہ اس کے لائق ہے۔ وہ تو صرف نصیحت اور واضح قرآن ہے۔" (سورۃ یٰس:36/69)

لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے "سائٹانک ورسس" کہا جبکہ یہ قرآنی آیات کا مطلب ہی نہیں ہے اس نے نام ایسا انتخاب کیا۔ کہ جس کے ذریعہ سے قرآنِ مجید پر حملہ ہوتا ہی نہیں ہے۔

دنیا اسلام کے خلاف جتنی چاہے فلمیں بنالے اور جتنے چاہے اس پر حملے کرلے لیکن اسلام باقی ہے اور قیامت کی صبح تک باقی رہے گا۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا آخری اور پسندیدہ دین ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ"

ترجمہ:"بے شک اللہ کے نزدیک سچا دین دینِ اسلام ہے"(سورۃ آل عمران:19/3)

{Only accepeted religion in the site of Allah subhanahu watala, It is Islam}

بعض مسلمان جو اپنے آپ کو "ہائی لی انٹولکچول intellectual" سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں اپنا ذہن کھلا رکھ کر اسلام کا مطالعہ کرنا چاہیئے وہ اس سے عبرت حاصل کریں۔ہمیں چاہیئے کہ ہم اسلام کو پڑھنے سمجھنے اور اس کی اشاعت میں سلف صالحین کے منہج کو اپنائیں۔

مارٹن لوتھر کی دشمنی:

۱۵۱۵ء میں "مارٹن لوتھر نے "کے تھولک" کے مقابلہ میں "پروٹسٹنٹ" عیسائیت کا ایک فرقہ ایجاد کیا تھا۔مارٹن لوتھر نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کافی زہر افشانی کی ہے اس نے مسلمانوں کو ابلیس کی اولاد قرار دیا۔اس نے نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے خلاف تقریریں کی ہیں۔شیخ احمد دیدات کے جتنے بھی مناظرے ہوئے وہ اسی پروٹسٹنٹ فرقہ کے خلاف ہوئے۔

بعض ڈکشنری میں لفظ محمد کا بگاڑ:

لفظ {MOHAMMAD} {MUHAMMED}{MOHAMMED} یہ تین طریقے صحیح "پرونزیشن pronunciation" کے ہیں۔لیکن بعض ڈکشنری۔اس کے اندر ۱ے طریقے لکھے گئے ہیں اور ہر ایک کا پرونزیشن الگ ہے اور ہر ایک میں کوئی نہ کوئی گالی نکلتی ہے۔ان ہی میں سے ایک مہاونڈ ہے (نعوذ باللہ)۔جبکہ ڈکشنری کا مطلب لفظ کا صحیح معنی اور پرونزیشن پیش کرنا ہوتا ہے۔

بدنامِ زمانہ سلمان رشدی اپنی کتاب کے اندر ''سٹانک ورسس satanic verses ''میں جو تین طریقے سے محمد ﷺ لکھا ہے وہ اسی اے میں سے ہے اور اس پرونزیشن سے گراہوا مطلب نکلتا ہے۔

لیکن اس کے باوجود آج اکثر مسلمان اپنے نام کے آگے محمد لگاتے ہیں جیسے محمد ناصر، محمد عبداللہ، محمد حمید، محمد محبوب محمد علی وغیرہ دنیامیں کوئی ایسی شخصیت نہیں ہے جن کانام اتنی کثرت سے رکھا گیاہو۔

امام بخاری رحمہ اللہ اپنی کتاب التاریخ الکبیر کی ابتداء لفظِ الف کے بجائے لفظِ میم سے کیااوراس میں سب سے پہلے آپ ﷺ کی سیرت کاذکر کیا۔ آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: راویوں کا تعلق اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے نہیں ہے بلکہ انسانوں سے ہے اور انسانوں میں سب سے افضل محمد ﷺ ہیں۔اسی لئے میں اپنی کتاب کا آغاز لفظِ میم سے کررہاہوں۔ اس کے بعد انہوں ب ت ث وغیرہ سے آنے والے اسماء کا ذکر کیاہے۔

اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے آپ ﷺ کے نام کو بہت بلند کر دیاہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ"

ترجمہ:"ہم نے آپ(صلی اللہ علیہ وسلم)کامرتبہ بلند کیا(سورۃ الشرح:4/94)

اور جو آپ کی شان میں گستاخی کرنے والے ہیں وہ ذلیل وخوار ہوجائیں گے کیونکہ آپ ﷺ کی عزت وناموس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے لے رکھی ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"إِنَّا كَفَيۡنَاكَ الۡمُسۡتَهۡزِءِينَ"

ترجمہ:" آپ سے جو لوگ مسخراپن کرتے ہیں ان کی سزا کے لیے ہم کافی ہیں۔"(سورۃ الحجر 15/95:)

آپ ﷺ کی ذات اور دعوت میں کوئی خامی نہیں تھی:

اگر کوئی تاریخ کا مطالعہ کرنے والا یہ کہے کہ آپ ﷺ کی ذات یا آپ ﷺ کی دعوت میں کوئی خامی تھی جس کی وجہ سے خود آپ کے چچاؤوں نے آپ ﷺ کی دعوت کو ٹھکرادیا۔

اس کو یہ جواب دیا جائے گا کہ قبول اسلام کی توفیق دینا یہ اللہ سبحانہ وتعالی کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالی آپ ﷺ کے چچاؤوں میں بعض کو توفیق دیا انہیں قبولِ اسلام کی سعادت نصیب ہوئی جیسے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور جن کو توفیق نہیں دیا وہ اس سعادت سے محروم رہے۔ جیسے ابو لہب۔ اسی طرح کئی یہودی اور عیسائیوں نے کلمہ پڑھا تو اور کئی اس سے محروم رہے ۔لیکن آپ ﷺ کی ذات اور دعوت میں کوئی خامی نہیں تھی۔ آپ ﷺ کی کسی بھی چیز میں خامی نکالنا چاند پر تھوکنے کے مترادف ہے۔ عرب کا شاعر کہتا ہے:

كناطح صخرةيوماً ليوهنها فلم يضره وأوحيٰ قرنه الوعلُ

ترجمہ:"اگر کوئی جانور اپنے سینگھ کے ذریعہ سے پہاڑ کو ٹکرانے کی کوشش کرتا ہے تو پہاڑ کو کچھ ہونے والا نہیں ہے۔ نتیجہ میں وہ ٹکرانے والے کے ہی سینگھ ٹوٹ جائیں گے۔"

محمد ﷺ عظمت کا ایک پہاڑ ہیں۔ اگر کوئی ان کی شان میں گستاخی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو آپ کی شان میں کوئی بھی کمی نہیں آئے گی لیکن گستاخِ رسول ناکام ونامراد ہو جائے گا۔

دعوت، قتال، احسن جدال کا معنیٰ:

دعوت وجدال کا معنیٰ:

حالات کے لحاظ سے لوگوں کو اسلام پیش کرنا۔۔ دعوت میں حالات کے لحاظ سے نصیحت کے ساتھ احسن طریقے سے جدال کرنا ضروری ہے۔

قتال کا معنی:

قتال کا مطلب دفاعی جنگ کرنا۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ"

ترجمہ:"جن (مسلمانوں) سے (کافر) جنگ کر رہے ہیں انہیں بھی مقابلے کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ وہ مظلوم ہیں۔بیشک ان کی مدد پر اللہ قادر ہے۔" (سورۃ الحج:22/39)

دنیا کے جتنے بھی "پنل کوڈس" ہیں سب میں لکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی آدمی دفاع کرتا ہے اس کے اوپر کوئی جرم نہیں ہے۔اور اسلام کی جتنی بھی جنگیں ہوئیں وہ سب دفاعی تھیں۔

جنگ بدر کے تعلق سے ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ:

ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ ارشد بھائی جنگِ بدر کے تعلق سے پڑھنے سے ایسا لگتا ہے کہ صحابہ کرام نے آگے بڑھ کر قافلوں کو چھیڑا اور نتیجہ میں جنگِ بدر واقع ہوگئی۔جب کہ آپ کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے جتنی بھی جنگیں لڑیں وہ دفاعی تھیں؟

میں نے اسکا جواب دیتے ہوئے کہا کہ اگر آپ فلم کو درمیان سے دیکھیں گے تو آپ کو ہیرو وِلن اور وِلن ہیرو دکھائی دے گا۔اگر آپ حالات اور واقعات کا مکمل مطالعہ کریں گے تو معلوم ہوگا کہ یہ جنگ بدر ایک جوابی کاروائی تھی اگر درمیان سے مطالعہ کریں تو یہی سمجھ میں آئے گا کہ مسلمانوں نے آگے بڑھ کر چھیڑا۔

پہلی بات یہ کہ کفارِ مکہ نے نبی کریم ﷺ کو تیرہ سال ستایا اور دوسری بات یہ کہ جو قافلہ تجارت کے غرض سے مدینہ کے پاس سے گزر رہا تھا اس کا مقصد یہ تھا کہ اس تجارتی قافلہ سے جو بھی منافع حاصل ہو گا وہ منافع مسلمانوں کے خلاف استعمال کیا جائے جب اس کی اطلاع آپ ﷺ کو ملی تو آپ ﷺ نے اس قافلہ کو لوٹنے کی کوشش کی۔

احسن جدال کا معنی:

جدال عربی لفظ ہے، ہم ملک کے دستور اور اخلاق کے دائرہ میں رہ کر اسلام پر اعتراضات اور نبی کریم ﷺ پر بنی فلموں کا جواب دیں گے اور اسلام کا تعارف پیش کریں گے۔

دعوت دین کا طریقہ:

دشمنانِ اسلام جس طریقے سے بھی مسلمانوں پر وار کریں لیکن اسلام ہمیں تعلیمات دیتا ہے کہ ہم انہیں حکمت و موعظت سے بحث و مناظرہ کریں اور اخلاقِ حسنہ سے دعوت دیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ"

ترجمہ:"اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلایئے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے، یقیناً آپ کا رب اپنی راہ سے بھکنے والوں کو بھی بخوبی جانتا ہے اور وہ راہ یافتہ لوگوں سے بھی پورا واقف ہے۔"(سورۃ النحل:16/125)

مذکورہ آیت سے پتہ چلتا ہے کہ ہم حالات کے لحاظ سے لوگوں کو دین کی دعوت دیں کبھی نصیحت کے ذریعہ انٹولیکچول طبقہ کو کبھی علمی دلائل سے اور کبھی نظر انداز اور درگزر کر کے انہیں دعوت دیں جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ طائف اور فتح مکہ کے موقعہ پر لوگوں کو درگزر کیا تھا۔

اشعار کا جواب اشعار کے ذریعہ:

جب کبھی اہل مکہ نے اشعار کے ذریعہ آپ ﷺ پر حملہ کیا تو آپ نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ بھی اشعار کے ذریعہ ان کا جواب دیں۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«يَا حَسَّانُ، أَجِبْ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اللَّهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ»

ترجمہ: "اے حسان رسول اللہ ﷺ کی طرف جواب دو اے اللہ تو اس کی روح القدس کے ذریعہ مدد فرما۔"

(الراوی: ابو سلمۃ بن عبد الرحمن بن عوف المصدر: صحیح البخاری رقم الحدیث: 453)

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے کہا:

"أتهجوه ولستَ له بكفؤ فشرّكما لخيركما الفداء"

ترجمہ: "کیا تم محمد ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہو حالانکہ تم ان کے ہم پلہ نہیں ہو تم میں کا جو برا ہے تم میں سے بہتر کے لئے فدا ہو جانا چاہئے۔"

ایک مرتبہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ قریش کی ہجو کر رہے تھے کہ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: "میں بھی تو قریش سے ہوں تمہاری ہجو کا میں بھی شکار ہو جاؤں گا"۔ اس پر حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں ان میں سے آپ کو ایسے نکال لوں گا جس طرح مسکے سے بال نکال لیا جاتا ہے۔"[1]

---

[1] اسْتَأْذَنَ حَسَّانُ بنُ ثابِتٍ رَسولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ في هِجاءِ المُشْرِكِينَ، فقالَ رَسولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ: فَكيفَ بنَسَبِي؟ فقالَ حَسَّانُ: لَأَسُلَّنَّكَ منهمْ كما تُسَلُّ الشَّعَرَةُ مِنَ العَجِينِ. وَعَنْ هِشامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أبِيهِ، قالَ: ذَهَبْتُ أسُبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عائِشَةَ، فقالَتْ: لا تَسُبُّهُ؛ فإنَّه كانَ يُنافِحُ عن رَسولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ.

کعب بن اشرف کا قتل:

مدینہ کے اندر مسلمان یہودی اور منافقین رہتے تھے ، وہ سوسائٹی "پلورارسٹک سوسائٹی" تھی۔علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہاں یہودیوں کے تین قبیلے بنو نضیر ،بنو قینقاع اور بنو قریظہ تھے۔کعب بن اشرف کا تعلق بنو نضیر سے تھا۔وہ اللہ کے رسول ﷺ کی اور مسلمان عورتوں کی ہجو کیا کرتا تھا جس سے مسلمان بہت پریشان تھے۔آپ ﷺ بحیثیتِ حاکم معاشرے کے اندر سے فتنہ دور کرنے کے لئے "پیس کیپنگ فورس" {Peace keeping force}امن قائم کرنے کی خاطر صرف کعب بن اشرف کو قتل کرنے کے لئے محمد بن مسلمہ کی قیادت میں چند لوگوں کو بھیجا اور انہوں نے اس کا قتل کیا۔ آپ ﷺ نے کعب بن اشرف کا بدلہ سارے یہودیوں سے نہیں لیا اور نہ ہی کوئی عام مسلمان قانون کو اپنے ہاتھ میں لیا۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی ایک آدمی جرم کرتا ہے تو اسے بنیاد بنا کر ہم اس قبیلے کے یا اس مذہب کے دوسرے افراد سے بدلہ نہیں لے سکتے یہی اسلامی تعلیمات ہیں۔

آج ہمیں چاہیے کہ ہم حالات کے لحاظ سے جذبات میں آئے بغیر، حکمت کے ساتھ دین کی دعوت دینے کی کوشش کریں۔

میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو اسلام کی خدمت کرنے والا بنائے۔ آمین۔۔

الراوي : عائشة أم المؤمنين | المحدث : البخاري | المصدر : صحيح البخاري
الصفحة أو الرقم: 6150 | خلاصة حكم المحدث : [صحيح]
التخريج : أخرجه البخاري (6150)، ومسلم(2489)

اخلاقِ نبوی ﷺ سے متعلق چھ واقعات اور ان سے پندرہ اسباق

عناصرِ خطبہ

تمہید

عقیدہ اور اخلاقِ حسنہ کا تعلق، عقیدہ اور اخلاقِ حسنہ کی اہمیت

پہلا واقعہ: ابتدائے نزولِ وحی اور اس سے حاصل ہونے والے اسباق

پہلا سبق: صلہ رحمی

دوسرا سبق: سچ بولنا

تیسرا سبق: کمزوروں کا سہارا بننا

چوتھا سبق: غریبوں کی مدد کرنا

پانچواں سبق: مہمان نوازی کا حق ادا کرنا

چھٹا سبق: حق کے لئے پیش آنے والے مصائب میں مدد کرنا

دوسرا واقعہ: آپ ﷺ ساتھ طائف والوں کا سلوک اور اس سے حاصل ہونے والے اسباق

پہلا سبق: معاف کرنا

دوسرا سبق: صبر و تحمل سے کام لینا

تیسرا سبق: سامنے والے کا خیال رکھنا

تیسرا واقعہ: جنگِ احد میں آپ ﷺ کا زخمی ہونا اور اس سے حاصل ہونے والا سبق

سبق: دشمنوں کو معاف کرنا

چوتھا واقعہ: طفیل بن عمرو الدوسی اور قبیلہء دوس کا قبولِ اسلام اور اس سے حاصل ہونے والا سبق

سبق: دشمن کے لئے ہداہت کی دعا کرنا

پانچواں واقعہ: صلح حدیبیہ اور اس سے حاصل ہونے والے اسباق

پہلا سبق: صلح پسندی

دوسرا سبق: اگریمنٹ کی قدر

تیسرا سبق: آدمی اپنی ذات سے اونچا اٹھ کر قوم کے بارے میں سوچے اور مقصد پر نظر رکھے

چھٹا واقعہ: فتحِ مکہ اور اس سے حاصل ہونے والا سبق

سبق: بدلے کی قدرت رکھنے کے باوجود دشمن کو معاف کر دینا

تمہید:

"الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (١٥٧)

ترجمہ:"جو لوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں۔ سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے، ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔"(سورۃ الاعراف:-157/7)

میں سب سے پہلے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا شکر بجالاتا ہوں، اس کے بعد بے پایاں درود و سلام ہو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر جنہوں نے گالیاں کھا کر دعائیں دیں، پتھر برسانے والوں پر پھول برسائے۔ آپ المملکۃالسعودیہ العربیہ کو حلال رزق کی تلاش میں آئے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ہماری اس کمائی میں برکت عطا فرمائے۔ ہمارے لئے یہاں بھی اور اپنے وطن میں بھی رزقِ حلال کے دروازے کھول دے۔ اور ہمیں دوسروں کے لئے رزقِ حلال کا ذریعہ بنادے۔

سعودی عرب ایک ایسا ملک ہے جہاں توحید کا غلبہ ہے۔ یہاں کے علماءوامراءاور عوام نے توحید کی نشر واشاعت میں کافی محنتیں کی ہیں۔ یہاں جو کوئی آتا ہے وہ شرک کی گندگیوں سے پاک ہو کر توحید کا مبلغ وداعی بن کر اپنے وطن لوٹتا ہے اور وہاں توحید کی شمع روشن کرکے شرک وبت پرستی کی تاریکیوں

کو ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان تمام کی محنتوں اور کاوشوں کو قبول فرمائے۔ اور سعودی حکومت جو سارے عالم میں توحید اور اتباعِ سنت کی دعوت پھیلانے اور اسے عام کرنے کوشش کر رہی ہے اسے ہر قسم کے مکر وفریب اور شر سے حفاظت فرمائے۔

آج میں جس عنوان کے تحت آپ کے سامنے گفتگو کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں وہ ہے: "نبی کریم ﷺ کی زندگی کے چھ واقعات سے حاصل ہونے والے پندرہ اخلاقی اسباق۔"

عقیدہ اور اخلاق حسنہ کا تعلق:

اخلاق کا عقیدہ سے اور عقیدہ کا اخلاق سے بہت گہرا تعلق ہے۔ اور انسان کی دونوں جہاں کی کامیابی کے لئے یہ دونوں لازم وملزوم ہیں۔

اخلاقِ حسنہ کی اہمیت:

ایک مسلمان کی دنیا وآخرت کی کامیابی وکامرانی کے لئے صحیح عقیدہ کے ساتھ ساتھ حسنِ اخلاق سے متصف ہونا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے پوچھا:

«أَتَدْرُونَ مَا الْمُفْلِسُ؟» قَالُوا: الْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ، فَقَالَ: «إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ، وَصِيَامٍ، وَزَكَاةٍ، وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا، وَقَذَفَ هَذَا، وَأَكَلَ مَالَ هَذَا، وَسَفَكَ دَمَ هَذَا، وَضَرَبَ هَذَا، فَيُعْطَى هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضَى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ»

ترجمہ: "کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ کرام نے کہا: ہمارے نزدیک مفلس وہ ہے جس کے پاس درہم ہے اور نہ سازوسامان ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے گا اور وہ اس طرح آئے گا کہ کسی کو گالی دی ہو گی کسی

پر بہتان لگایا ہو گا، کسی کا مال کھایا ہو گا، کسی کا خون بہایا ہو گا اور کسی کو مارا ہو گا تو اس کی نیکیوں میں سے اِس کو بھی دیا جائے گا اور اُس کو بھی دیا جائے گا اور اس پر جو ذمہ ہے اگر اس کی ادائیگی سے پہلے اس کی ساری نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو ان کے گناہوں کو لے کر اس پر ڈالا جائے گا پھر اس کو جہنم رسید کیا جائے گا۔"

(الراوی: ابو هریرة رضی اللہ عنہ المصدر: صحیح مسلم :2581)

عقیدہ کی اہمیت:

آدمی کا حسنِ اخلاق کے ساتھ صحیح عقیدہ کو اپنانا ضروری ہے۔ کیونکہ شرک کی حالت میں کئے گئے نیک اعمال اور اخلاق حسنہ سب بیکار اور رائیگاں ہیں۔ عقیدہ کے معاملہ میں کچھ بھی "کامپر مائز" ہو نہیں سکتا ہے۔ خواہ مقابل میں آپکا جگری دوست اور قریبی رشتے دار ہی کیوں نہ ہو آپ اس سے کہیں گے:

"لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ"

ترجمہ: "تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین ہے۔" (سورة الکافرون:6/109)

لیکن دنیوی اعتبار سے آپ ان سے اچھے تعلقات رکھیں ہو سکتا ہے کہ آپ کے اچھے اخلاق اور اچھے تعلقات کی وجہ سے وہ راہِ توحید پر آجائے۔ آج شرک کرنے والا کل توحید کا حامی وناصر بن جائے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ لقمان میں اس تعلق سے ہمیں بہترین تعلیم دی ہے اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ[14]وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ

لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ"

ترجمہ: "ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق نصیحت کی ہے، اس کی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھا کر اسے حمل میں رکھا اور اس کی دودھ چھڑائی دو برس میں ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کر، (تم سب کو) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے [14] اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو تو ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو تمہارا سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے تم جو کچھ کرتے ہو اس سے پھر میں تمہیں خبر دار کروں گا۔" (سورۃ لقمان: 15-14/ 31)

یہ مسئلہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب ایک ہی گھر میں دو مختلف عقیدے کے ماننے والے ہوں۔ آپ یہاں سعودی عرب سے صحیح عقیدہ کے ساتھ جارہے ہیں لیکن گھر جانے کے بعد اپنے گھروں کے ساتھ غلط اور شرک وبدعت کے معاملہ میں ان کا ساتھ نہ دیں اور اس میں کوئی کامپرمائزنہ کریں ۔کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ"

ترجمہ: "بے شک اطاعت وفرمانبرداری نیکی کے کاموں ہوگی۔"

(الراوی: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ   المصدر: صحیح البخاری: 7145)

آپ اپنے والدین اور دیگر سرپرستوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئیں اور ان کی ہر بات مانیں الا یہ کہ وہ برائی کا حکم دیں اگر وہ برائی کا حکم دیتے ہیں تو آپ کو ان کی بات نہیں ماننا چاہیئے۔ کیونکہ معصیت میں مخلوق کی اطاعت نہیں کرنی چاہیئے۔

صحیح عقیدہ گناہوں سے بچانے کا اہم ذریعہ:

عقیدہ کی بنیاد تین چیزوں پر ہے: توحید، رسالت اور آخرت۔ آدمی کا ایمان ان تین چیزوں پر جتنا مضبوط ہو گا وہ اتنا ہی بداخلاقی جیسے: غیبت، چغلخوری، حسد، تکبر چوری وغیرہ سے دور رہے گا ۔کیونکہ اس کا ایمان ہوتا ہے کہ اس کی ہر حرکت پر اللہ کی نظر ہے، اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ اوراسے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے اور اسے وہاں اس کے ہر کیئے کا بدلہ ملنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ [7]وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ"

ترجمہ:"پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا [7] اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا۔" (سورۃ الزلزال:8-7/99)

یہاں غور کرنے کی بات ایک یہ بھی ہے کہ جو مذہب ہمیں غیبت کرنے سے روکتا ہے تو وہ کیسے دہشت گردی کی تعلیم دے سکتا ہے۔ دہشت گردی کو اسلام سے جوڑنا اور اس کی شبیہ کو بگاڑنا یہ میڈیا کے بعض گوشوں کا کام ہے۔ اور اس کے ذمہ دار ہم خود ہیں کیونکہ ہم نے اسلام پر عمل کرنا اور اسکو دوسروں تک پھیلانا بند کر دیا ہے۔

نبی کریم ﷺ اصلاحِ عقیدہ پر بہت زور دیتے تھے۔ میں شیخ ربیع بن ہادی المدخلی کا ایک درس سن رہا تھا۔ انہوں نے اپنے درس میں بتایا کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ صحابہ کرام کے ساتھ جنگ کے لئے جارہے تھے۔ راستے میں آپ ﷺ نے چند لوگوں اور ان کے اونٹنیوں کے گلے میں تعویذ لٹکی ہوئی دیکھی۔ آپ ﷺ نے بعض صحابہ کرام سے فرمایا: تم لوگ ہمارے جنگ سے واپس آنے تک یہیں پر رکو اور ان لوگوں کی اصلاح کرو۔ حالانکہ جنگ کے وقت ایک آدمی کا غائب ہونا بہت معنی رکھتا ہے۔ آپ ﷺ ایسے موقع پر بھی اصلاحِ عقیدہ پر توجہ دے رہے ہیں۔ کیونکہ اگر عقیدہ درست

ہو جائے تو تمام چیزیں درست اور صحیح ہو جائیں گی۔ اور اگر عقیدہ درست نہ ہو تو سارے اعمال بیکار ہیں

۔

یہود و نصاری کی سوچ اور اس کا نتیجہ:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہود و نصاری کا مکمل تعارف کیا ہے۔ یہ لوگ اپنے آپ کو اللہ کے بیٹے اور چہیتے گردانتے ہیں اللہ تعالی ان کی اس سوچ کو رد کرتے ہوئے فرمایا:

"وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى نَحْنُ أَبْنَاءُ اللّٰهِ وَأَحِبَّاؤُهُ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ بَشَرٌ مِمَّنْ خَلَقَ يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ"

ترجمہ: "یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے دوست ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ پھر تمہیں تمہارے گناہوں کے باعث اللہ کیوں سزا دیتا ہے؟ نہیں بلکہ تم بھی اس کی مخلوق میں سے ایک انسان ہو وہ جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے، اور جسے چاہتا ہے عذاب کرتا ہے، زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔" (سورۃ المائدۃ:5/18)

یہود و نصاری اپنے آپ کو اللہ کے چہیتے اور مقرب بندے سمجھتے ہیں۔ اس لئے وہ تکبر کے مرتکب ہوئے

امتِ محمدیہ کو دی گئی سوچ اور اس کا نتیجہ:

اللہ تعالیٰ نے امتِ مسلمہ کو خیرِ امت کے لقب سے ملقب کیا ہے تاکہ وہ لوگوں کو بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ"

ترجمہ: "تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو، اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو، اگر اہل کتاب بھی ایمان لاتے تو ان کے لئے بہتر تھا، ان میں ایمان والے بھی ہیں لیکن اکثر تو فاسق ہیں۔" (سورۃ آل عمران: 3/110)

ایک مسلمان سلفیش (خود غرض) نہیں ہوتا وہ صرف اکیلا ہی جنت میں جانا نہیں چاہتا ہے بلکہ وہ دوسروں کو بھی جنت میں لے جانے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ خود بھی بھلائی کرتا ہے اور دوسروں کو بھی بھلائی کا حکم دیتا ہے وہ خود بھی توحید کو اپناتا ہے اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دیتا ہے وہ خود بھی شرک سے بچتا ہے اور دوسروں کو بھی اس سے بچانے کی کوشش کرتا ہے۔

اسلام تمام خوبیوں اور بھلائیوں کا نام ہے۔ ہمیں کامل اسلام پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ"

ترجمہ: "ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی تابعداری نہ کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔" (سورۃ البقرۃ: 2/208)

چھ نبوی واقعات سے پندرہ اسباق:

پہلا واقعہ: ابتدائے نزولِ وحی اور اس سے حاصل ہونے والے اسباق:

پہلا واقعہ جو میں آپ کے سامنے پیش کرنے جارہاہوں وہ ہے ابتدائے نزولِ وحی۔ اسی واقعہ سے آپ کی نبوت کا آغاز ہوا۔ اس کے اندر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ بہترین اخلاق ذکر کئے گئے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ، فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ، ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ وَكَانَ يَخْلُو بِغَارِ حِرَاءٍ، فَيَتَحَنَّثُ فِيهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ أَنْ يَنْزِعَ إِلَى أَهْلِهِ وَيَتَزَوَّدُ لِذَلِكَ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى خَدِيجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتَّى جَاءَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءٍ، فَجَاءَهُ الْمَلَكُ، فَقَالَ: اقْرَأْ، قَالَ: مَا أَنَا بِقَارِئٍ، قَالَ: فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي، فَقَالَ: اقْرَأْ، قُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِئٍ، فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي، فَقَالَ: اقْرَأْ، فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ، فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ:" اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ {1} خَلَقَ الإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ {2} اقْرَأْ وَرَبُّكَ الأَكْرَمُ {3}" سورة العلق آية 1-3، فَرَجَعَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْجُفُ فُؤَادُهُ، فَدَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَقَالَ: زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي، فَزَمَّلُوهُ حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ، فَقَالَ لِخَدِيجَةَ، وَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ: لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي، فَقَالَتْ خَدِيجَةُ: كَلَّا وَاللَّهِ مَا يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا، إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ، فَانْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ حَتَّى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى ابْنَ عَمِّ خَدِيجَةَ، وَكَانَ امْرَأً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعِبْرَانِيَّ، فَيَكْتُبُ مِنَ الْإِنْجِيلِ بِالْعِبْرَانِيَّةِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكْتُبَ، وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ عَمِيَ، فَقَالَتْ لَهُ خَدِيجَةُ: يَا ابْنَ عَمِّ، اسْمَعْ مِنَ ابْنِ أَخِيكَ، فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ: يَا ابْنَ أَخِي، مَاذَا تَرَى، فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَ مَا رَأَى، فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ: هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي نَزَّلَ اللَّهُ عَلَى مُوسَى

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَا لَيْتَنِي فِيهَا جَذَعًا، لَيْتَنِي أَكُونُ حَيًّا إِذْ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ، قَالَ: نَعَمْ، لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا عُودِيَ، وَإِنْ يُدْرِكْنِي يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا، ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوُفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ."

ترجمہ:"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا ابتدائی دور اچھے سچے پاکیزہ خوابوں سے شروع ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں جو کچھ دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح صحیح اور سچا ثابت ہوتا۔ پھر من جانب قدرت آپ صلی اللہ علیہ وسلم تنہائی پسند ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غار حرا میں خلوت نشینی اختیار فرمائی اور کئی کئی دن اور رات وہاں مسلسل عبادت اور یاد الٰہی و ذکر و فکر میں مشغول رہتے۔ جب تک گھر آنے کو دل نہ چاہتا توشہ ہمراہ لیے ہوئے وہاں رہتے۔ توشہ ختم ہونے پر ہی اہلیہ محترمہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لاتے اور کچھ توشہ ہمراہ لے کر پھر وہاں جا کر خلوت گزیں ہو جاتے، یہی طریقہ جاری رہا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حق منکشف ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا ہی میں قیام پذیر تھے کہ اچانک جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ اے محمد! پڑھو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ میں پڑھنا نہیں جانتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ فرشتے نے مجھے پکڑ کر اتنے زور سے بھینچا کہ میری طاقت جواب دے گئی، پھر مجھے چھوڑ کر کہا کہ پڑھو، میں نے پھر وہی جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ اس فرشتے نے مجھ کو نہایت ہی زور سے بھینچا کہ مجھ کو سخت تکلیف محسوس ہوئی، پھر اس نے کہا کہ پڑھ! میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ فرشتے نے تیسری بار مجھ کو پکڑا اور تیسری مرتبہ پھر مجھ کو بھینچا پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہنے لگا کہ پڑھو اپنے رب کے نام کی مدد سے جس نے پیدا کیا اور انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا، پڑھو اور آپ کا رب بہت ہی مہربانیاں کرنے والا ہے۔ پس یہی آیتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل علیہ السلام سے سن کر اس حال میں غار حرا سے واپس

ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل اس انوکھے واقعہ سے کانپ رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ کے ہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے کمبل اڑھا دو، مجھے کمبل اڑھا دو۔ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کمبل اڑھا دیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ڈر جاتا رہا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجہ محترمہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو تفصیل کے ساتھ یہ واقعہ سنایا اور فرمانے لگے کہ مجھ کو اب اپنی جان کا خوف ہو گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ محترمہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈھارس بندھائی اور کہا کہ آپ کا خیال صحیح نہیں ہے۔ اللہ کی قسم! آپ کو اللہ کبھی رسوا نہیں کرے گا، آپ تو اخلاق فاضلہ کے مالک ہیں، آپ تو کنبہ پرور ہیں، بے کسوں کا بوجھ اپنے سر پر رکھ لیتے ہیں، مفلسوں کے لیے آپ کماتے ہیں، مہمان نوازی میں آپ بے مثال ہیں اور مشکل وقت میں آپ امر حق کا ساتھ دیتے ہیں۔ ایسے اوصاف حسنہ والا انسان یوں بے وقت ذلت و خواری کی موت نہیں پا سکتا۔ پھر مزید تسلی کے لیے خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، جو ان کے چچازاد بھائی تھے اور زمانہ جاہلیت میں نصرانی مذہب اختیار کر چکے تھے اور عبرانی زبان کے کاتب تھے، چنانچہ انجیل کو بھی حسب منشائے خداوندی عبرانی زبان میں لکھا کرتے تھے۔ (انجیل سریانی زبان میں نازل ہوئی تھی پھر اس کا ترجمہ عبرانی زبان میں ہوا۔ ورقہ اسی کو لکھتے تھے) وہ بہت بوڑھے ہو گئے تھے یہاں تک کہ ان کی بینائی بھی رخصت ہو چکی تھی۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات بیان کیے اور کہا کہ اے چچا زاد بھائی! اپنے بھتیجے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی زبانی ذرا ان کی کیفیت سن لیجیئے وہ بولے کہ بھتیجے آپ نے جو کچھ دیکھا ہے، اس کی تفصیل سناؤ۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے از اول تا آخر پورا واقعہ سنایا، جسے سن کر ورقہ بے اختیار ہو کر بول اٹھے کہ یہ تو وہی ناموس (معزز راز دان فرشتہ) ہے جسے اللہ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی دے کر بھیجا تھا۔ کاش، میں آپ کے اس عہد نبوت کے شروع ہونے پر جوان عمر ہوتا۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب کہ آپ کی قوم آپ کو اس شہر سے

نکال دے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر تعجب سے پوچھا کہ کیا وہ لوگ مجھ کو نکال دیں گے؟ (حالانکہ میں تو ان میں صادق و امین و مقبول ہوں) ورقہ بولا ہاں یہ سب کچھ سچ ہے۔ مگر جو شخص بھی آپ کی طرح امر حق لے کر آیا لوگ اس کے دشمن ہی ہو گئے ہیں۔ اگر مجھے آپ کی نبوت کا وہ زمانہ مل جائے تو میں آپ کی پوری پوری مدد کروں گا۔ مگر ورقہ کچھ دنوں کے بعد انتقال کر گئے۔ پھر کچھ عرصہ تک وحی کی آمد موقوف رہی۔

(الراوی: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنھا   المصدر: صحیح البخاری: 3)

شوہر کی مشکلات میں بیوی کی مدد:

بیوی شوہر کے مشکل حالات میں طعنہ دینے کے بجائے اس کا ساتھ دے۔ اور اس کی مشکل کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ جیسا کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالی عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشکل کے وقت ساتھ دیا اور آپ ﷺ کو تسلی دے کر آپ کی ڈھارس باندھی۔ اور پورے کانفڈنس کے ساتھ آپ کو سمجھایا کہ اللہ آپ کو ہرگز ذلیل ورسوا نہیں کرے گا کیونکہ آپ بلند اخلاق کے مالک ہیں آپ کے اندر چھ بہترین صفات پائی جاتی ہیں۔

اگر آج کے زمانے کی بیوی ہوتی تو کہتی میں نے آپ کو پہاڑ پر جانے سے منع کیا تھا. آپ کیوں پہاڑ پر گئے۔ آپ کو میری باتیں سمجھ میں نہیں آتیں وغیرہ۔ لیکن ایک سمجھدار اور بلند اخلاق والی بیوی شوہر کی تکلیف اور اس کی ہر مصیبت کو دور کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اہلِ تجربہ فرماتے ہیں کہ شوہر کے حق میں بیوی کی گواہی سب سے بڑی گواہی ہے۔

مذکورہ (ابتدائے نزولِ وحی) کے واقعے سے ہمیں چھ اسباق ملتے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

پہلا سبق: صلہ رحمی کرنا

پہلے واقعہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ ہم رشتہ داروں کے ساتھ مل جل کر رہیں، انکے ساتھ حسنِ سلوک کریں، اوران کی مدد کریں یہ ہمارا فرض ہے۔ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر صلہ رحمی کرنے کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا"

ترجمہ:" اور رشتے داروں کا اور مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کرتے رہو اور اسراف اور بیجا خرچ سے بچو۔"(سورۃ الاسراء:17/26)

اصل صلہ رحمی یہ ہے کہ اگر کوئی تمہارے ساتھ قطع رحمی کرے تو اس کے ساتھ صلہ رحمی کریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ ، وَلَكِنِ الْوَاصِلُ الَّذِي إِذَا قَطَعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا "

ترجمہ:"کسی کام کا بدلہ دینا صلہ رحمی نہیں ہے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس کے ساتھ قطع رحمی کی جائے تب بھی وہ صلہ رحمی کرے۔"

(الراوی: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ   المصدر: صحیح البخاری   رقم الحدیث: 5991)

عظیم انسان وہ ہے جو چھوٹی باتوں پر الجھے بغیر لوگوں کے ساتھ عفو ودرگزر کا معاملہ کرتا ہے۔ آج لوگ ڈائیلاگ مارتے ہیں کہ اگر تم اچھے رہے تو میں بھی اچھا رہوں گا اگر تم بگڑ گئے تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔ یہ غلط ڈائیلاگ ہے۔ یہ امت مسلمہ آرڈنری نہیں بلکہ ایکسٹرا آرڈنری امت ہے۔ ہمیں وہ چیزیں اور وہ اخلاق زیب نہیں دیتیں جو ڈائیلاگ میں سکھائی جاتی ہیں بلکہ ہم اپنے اندر وہ ڈیلاگ فٹ کریں جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے ہمیں ملتے ہیں۔

آپ اپنی زندگی کا جائزہ لیجئے کہ کتنے دن سے آپ نے اپنے والدین سے بات نہیں کی؟ کتنے دن سے آپ اپنے رشتہ داروں سے بات نہیں کی؟ اور نہ جانے کتنے ایسے رشتہ دار ہیں جو بیمار اور پریشان حال ہیں لیکن آپ کو اس کا علم نہیں ہے؟۔ کتنے رشتے دار ایسے ہیں جو بدعات وخرافات میں ملوث ہیں آپ رشتے دار ہونے کے ناطے آپ کا حق بنتا ہے کہ آپ انہیں بدعات وخرافات سے روکیں۔

دوسرا اسبق: سچ بولنا:

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جس دوسری صفت کا ذکر کیا ہے وہ سچ بولنا ہے۔ سچائی میں نجات ہے سچائی میں کامیابی ہے۔ مومن کبھی جھوٹ نہیں بولتا ہے۔ آپ ﷺ کے زمانے میں جھوٹ کا تصور ہی نہیں تھا اسی لئے محدثین نے سارے صحابہ کرام کے بارے میں فرمایا:"الصحابة عدول"یعنی سارے صحابہ سچ بولنے اور انصاف پسند تھے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:"جب تک میں عجمیوں سے نہیں ملا تب تک مجھے پتہ نہیں چلا کہ جھوٹ ہوتا کیا ہے۔"

لیکن آج جھوٹ ایک فیشن بن گیا ہے جو جتنا زیادہ جھوٹ بولتا ہے لوگ اسے اتنا ہی چالاک سمجھتے ہیں۔ آج ہمارے کاروبار کی بنیاد جھوٹ پر قائم ہے، ہماری شادیوں کی بنیاد جھوٹ پر ہے، ہمارے جاب کی بنیاد جھوٹ پر ہے اور ہم بڑی بے شرمی کے ساتھ کہتے ہیں کہ جھوٹ نہیں بولیں گے تو کاروبار نہیں چلے گا بچے کی شادی نہیں ہوگی وغیرہ۔ جبکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا (70) يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا (71) إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَن يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا (72)"

ترجمہ:"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سیدھی سیدھی (سچی) باتیں کیا کرو [70] تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے کام سنوار دے اور تمہارے گناہ معاف فرمادے، اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے گا اس نے بڑی مراد پالی ۔"(سورۃ الاحزاب:70-71/33)

تیسرا سبق: کمزوروں کا سہارا بننا:

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی تیسری صفت یہ بتائی کہ آپ کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے تھے دوسروں کی مدد کرتے تھے ۔ لیکن آج ہمارا معاملہ بالکل اس کے مخالف ہے آج ہم دوسروں پر بوجھ بنے ہوئے ہیں۔ دوسروں کو تکلیف میں دیکھ کر ہم خوش ہوتے ہیں ہمارے اندر مدد کا جذبہ ختم ہو چکا ہے۔ جبکہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا ؛ نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ. وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ ؛ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا ؛ سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ ما كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ. وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا ؛ سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ. وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللّٰهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللّٰهِ، وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ ؛ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ. وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ ؛ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ ".

ترجمہ:"اگر کوئی کسی مومن کی دنیوی تکلیف دور کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کی قیامت کی تکلیفوں میں سے ایک تکلیف کو دور کرتا ہے جو کسی تنگ دست کے لئے آسانی پیدا کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کے لئے دنیا و آخرت میں آسانیاں پیدا کرتا ہے اور جو کسی مسلمان کے عیب کو چھپاتا ہے تو اللہ تعالی دنیا و آخرت میں اس کے عیبوں کو چھپاتا ہے اللہ تعالی اپنے بندے کی مدد کرتا ہے، جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرتا ہے۔"

(الراوی:ابو هریرۃ رضی اللہ عنہ   المصدر: صحیح مسلم:6853)

آپ ضرورت مندوں کی مدد کیجئے اس سے آپ کو اللہ تعالی کی مدد حاصل ہوتی ہے۔ اگر آپ کسی کمپنی کے مینجر ہیں تو اپنا بوجھ اپنے ماتحتوں پر ڈالنے کے بجائے آپ خود ان کی مدد کرنے کو شش کریں۔

چوتھا سبق:غریبوں کی مدد کرنا:

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی چوتھی صفت یہ بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ ہمیشہ غریبوں کی مدد کرتے تھے، ہمیں چاہیئے کہ ہم بھی غریبوں کی مدد کریں؛جو کمانے والے ہیں انہیں کمانے کے لائق بنائیں۔ مثلا:اگر آپ کسی نوجوان کو دیکھتے ہیں کہ وہ دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلا رہاہے تو آپ اسے کوئی اچھاہنر سکھادیں یا کوئی اچھا کورس کروائیں۔ مشہور کہاوت ہے مچھلی مت دو مچھلی پکڑنا سکھاؤ۔ کیونکہ اگر کوئی آپ سے مچھلی مانگے اگر آپ اسے مچھلی دینے کے بجائے مچھلی پکڑنے کا ہنر سکھادیں گے تو وہ دوبارہ آپ کے پاس نہیں آئے گا بلکہ وہ کسی اور کو بھی مچھلی پکڑنا سکھائے گا۔ اس سے قوم کے اندر صلاحیت اور ہنر مندی بڑھے گی۔ آپ کے ذریعہ کسی کو ذریعہ ٔمعاش ملتا ہے تو آپ بہت خوش نصیب ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ یہ کام کسی اور سے بھی لے سکتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے آپ کو منتخب کیا ہے۔ آج ہمارا معاملہ بالکل اس کے مخالف ہے اگر ہم کسی کو ترقی کرتا ہوا دیکھتے ہیں تو ہم اس کی ٹانگ کھینچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جبکہ نبی کریم ﷺ نے دوسرو ں کی تکلیف دور کرکے انہیں آگے بڑھانے کی کوشش کی اور انہیں اپنے قدموں پر کھڑنا سکھایا۔

پانچواں سبق:مہمان نوازی کا حق ادا کرنا:

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا آپ ﷺ کی پانچویں خوبی یہ بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ مہمانوں کی خوب خاطر داری کرتے تھے کوئی مہمان آپ کے پاس سے بھوکا نہیں جاتا تھا۔ محدثین یہاں ایک نکتہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا نے تضیف کا لفظ استعمال نہیں کیا بلکہ

تقری الضیف کا لفظ استعمال کیا ہے۔ تضیف میں صرف مہمان نوازی کرنے کا معنی پایا جاتا ہے جبکہ تقری الضیف میں مہمان نوازی کا حق ادا کرنے کا معنی پایا جاتا ہے۔

لیکن آج ہم مہمان کی آمد پر پریشان ہو جاتے ہیں۔ ہم مہمان کو بوجھ نہ سمجھیں پوری خوشدلی کے ساتھ اس کی خاطر تواضع کریں تاکہ مہمان اپنے دل میں کوئی تنگی محسوس نہ کرے۔ کیونکہ اللہ تعالی ہمارے دستر خوان کے ذریعہ اسے کھلا رہا ہے۔

چھٹا سبق: حق کے لئے پیش آنے والے مصائب میں مدد کرنا:

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا آپ کی چھٹی صفت یہ بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حق کے لئے پیش آنے والے مصائب میں مدد کرتے یعنی حق کی خاطر اگر کسی کو کوئی مدد کی ضرورت پیش آتی تو آپ ﷺ صدقہ وخیرات وغیرہ کے ذریعہ اس کی مدد کرتے تھے۔ اللہ نہ کرے اگر کبھی ناگہانی آفت لوگوں پر آجائے تو آپ آگے بڑھ کر ان کی مدد کریں۔ اس طرح کی مدد کو ایمر جنسی صدقہ کہتے ہیں یہ حصولِ جنت کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ البلد میں فرمایا:

"فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ [11]وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ [12]فَكُّ رَقَبَةٍ [13]أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ [14]يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ [15]أَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ [16]ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ[17]أُولَـٰئِكَ أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ"

سو اس سے نہ ہو سکا کہ گھاٹی میں داخل ہوتا [11] اور کیا سمجھا کہ گھاٹی ہے کیا؟ [12] کسی گردن (غلام لونڈی) کو آزاد کرنا [13] یا بھوک والے دن کھانا کھلانا [14] کسی رشتہ دار یتیم کو [15] یا خاکسار مسکین کو [16] پھر ان لوگوں میں سے ہو جاتا جو ایمان لاتے اور ایک دوسرے کو صبر کی اور رحم کرنے کی وصیت کرتے ہیں [17] یہی لوگ ہیں دائیں بازو والے (خوش بختی والے)۔" (سورۃ البلد:18-11/90)

دوسرا واقعہ: آپ ﷺ کے ساتھ طائف والوں کا سلوک اور اس سے حاصل ہونے والے اسباق:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا قصد کیا تاکہ وہاں کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں۔ چنانچہ جب آپ ﷺ نے وہاں کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے آپ کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور وہاں کے اوباشوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنے پتھر مارے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لہولہان ہوگئے اور آپ صلی اللہ وسلم کے جسم مبارک سے خون بہنے لگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم سے نکلنے والا خون کا ایک ایک قطرہ امت مسلمہ کو کہہ رہا ہے کہ اٹھو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے کمربستہ ہو جاؤ۔ نبی کریم ﷺ جب طائف سے واپس جارہے تو پہاڑوں کے فرشتہ کو آپ ﷺ کی حالت دیکھی نہیں گئی وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی معیت میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے کہا اے محمد ﷺ اگر آپ چاہیں تو میں ان طائف والوں کو اخشبین یعنی دو پہاڑوں کے درمیان پیس دوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشت سے ایسی نسل پیدا کرے گا جو صرف ایک اللہ کی عبادت کرے گی اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرے گی۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے:

عن عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ، أَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : هَلْ أَتَى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ مِنْ يَوْمِ أُحُدٍ ؟ قَالَ : " لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكِ مَا لَقِيتُ، وَكَانَ أَشَدَّ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ، إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِي إِلَى مَا أَرَدْتُ، فَانْطَلَقْتُ وَأَنَا مَهْمُومٌ عَلَى وَجْهِي، فَلَمْ أَسْتَفِقْ إِلَّا وَأَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ أَظَلَّتْنِي، فَنَظَرْتُ فَإِذَا فِيهَا جِبْرِيلُ، فَنَادَانِي فَقَالَ : إِنَّ اللَّهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ، وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَأْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ. فَنَادَانِي مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ

عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ : يَا مُحَمَّدُ. فَقَالَ : ذَلِكَ فِيمَا شِئْتَ، إِنْ شِئْتَ أَنْ أُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْأَخْشَبَيْنِ ". فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ وَحْدَهُ، لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا ".

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ کیا آپ پر کوئی دن احد کے دن سے زیادہ سخت گزرا ہے؟اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری قوم نے مجھے بہت زیادہ تکلیف دی ہے لیکن ان میں عقبہ کا دن مجھ پر بہت زیادہ سخت تھا۔ یہ وہ موقعہ تھا جب میں نے طائف کے سردار کنانہ بن عبد یالیل بن عبد کلال کے پاس گیا لیکن وہ میری بات کو نہیں مانا تو میں وہاں سے مایوس ہو کر قرن الثعالب پہنچا تو وہاں مجھے کچھ ہوش آیا اور میں سر اٹھا کر دیکھا تو بادل کا ایک ٹکڑا میرے اوپر سایہ کئے ہوئے تھا جس میں جبرئیل علیہ السلام تھے انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے بارے میں آپ کی قوم کی باتیں سن چکا ہے اور جو انہوں نے رد کیا وہ بھی سن چکا ہے آپ کے پاس اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے فرشتہ کو بھیجا ہے آپ انکے بارے میں اسے جو چاہیں حکم دیں۔ اس کے بعد مجھے پہاڑوں کے فرشتہ نے آواز دی، سلام کیا اور کہا اے محمد ﷺ اگر آپ چاہیں تو میں ان طائف والوں کو اخشبین یعنی دو پہاڑوں کے درمیان پیس دوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشت سے ایسی نسل پیدا کرے گا جو صرف ایک اللہ کی عبادت کریں گی اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرے گی۔

(الراوی: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا المصدر: صحیح البخاری: 3231)

طائف کے واقعہ سے ہمیں 3 اسباق ملتے ہیں اور وہ یہ ہیں:

پہلا سبق: معاف کرنا:

انسان فطری طور پر سماج اور سوسائیٹی میں رہنا پسند کرتا ہے وہ اکیلا نہیں رہ سکتا اسی لئے اس کے بارے کہا جاتا ہے "الإنسان مدنيٌّ بالطبع "یعنی کہ انسان فطری طور پر مل جل کر رہنے کو پسند کرتا ہے وہ اکیلا نہیں رہ سکتا ہے۔

لہذا انسان کو چاہئے کہ وہ وسائٹی میں اپنے اخلاق پھول کی طرح بنائے رکھے نہ کہ کانٹے کی طرح۔ کیونکہ کانٹے سے ہر کوئی دور بھاگتا ہے اور پھول کو ہر کوئی چاہتا ہے۔ اور اسے سوسائٹی میں رہتے ہوئے بعض لوگوں سے تکلیف بھی ہوگی لیکن وہ انہیں معاف کرنے کی کوشش کرے کیونکہ طائف کے واقعہ سے پہلا سبق ہمیں یہی ملتا ہے۔ طائف والوں نے آپ ﷺ کو بہت تکلیف دی پتھر سے آپ کو لہولہان کر دیا لیکن اس کے باوجود نبی کریم ﷺ نے انہیں معاف کر دیا۔ لیکن آج ہم اپنے سگے بھائی کو معاف نہیں کرتے ہیں، اپنے ماں باپ اور خاندان والوں کو معاف نہیں کرتے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم دوسروں کو معاف کرنے کی عادت ڈالیں۔ اگر ہم دوسروں کو معاف کریں گے تو وہ ہمارے جگری دوست بن جائیں گے جیسا اللہ تعالی نے فرمایا:

"وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ"

ترجمہ:" اور نہ نیکی برابر ہوتی ہے اور نہ برائی۔ (برائی کو) اس (طریقے) کے ساتھ ہٹا جو سب سے اچھا ہے، تو اچانک وہ شخص کہ تیرے درمیان اور اس کے درمیان دشمنی ہے، ایسا ہوگا جیسے وہ دلی دوست ہے۔"(سورۃ فصلت:34/41)

آپ ﷺ نے اپنی ذات کی خاطر کسی سے کوئی بدلہ نہیں لیا. دوسروں کو معاف کرنا یہ عام آدمی کے بس کی بات نہیں ہے۔ جو لوگ "یکسٹر اآڈنری" ہوتے ہیں وہی یہ کام کرسکتے ہیں اور چونکہ ہم "یکسٹر آڈنری" امت ہیں۔ تو ہمارے اخلاق بھی "یکسٹر آڈنیری" ہونا چاہئے۔

دوسرا اسبق: صبر و تحمل سے کام لینا:

طائف کے واقعہ سے دوسرا اسبق ہمیں یہ ملتا ہے کہ ہم زندگی کے ہر معاملے میں صبر و تحمل سے کام لیں کیونکہ آپ ﷺ طائف والوں سے پتھر کھا کر فوراً ان پر بد دعا نہیں کئے بلکہ صبر و تحمل سے کام لیا، اپنے غصہ پر کنٹرول کیا اور امید ظاہر کی کہ اگر یہ ایمان نہیں لائے تو انکی آنے والی نسل ایمان لائے گی۔ محمد بن قاسم کا تعلق اسی طائف کے قبیلہء بنو ثقیف سے تھا انہیں کے ذریعہ ہندوستان میں اسلام پھیلا۔ اگر آپ ﷺ ان پر بد دعا کئے ہوتے تو شاید آج ہم اسلام کی نعمت سے محروم رہتے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہائی وژن vision پر کام کرتے تھے۔ لوگ آپ ﷺ کے خون کے پیاسے تھے لیکن آپ ﷺ ان کے لئے جنت کے خواہاں تھے۔

آج ہم اپنے اخلاق پر غور کریں اپنے اندر صبر پیدا کریں۔ اگر ہمارے اندر صبر نہیں رہا تو ہم دین کا کام بھی نہیں کر پائیں گے، تجارت نہیں کر پائیں گے، آج ہماری کمیٹیوں میں، سینٹروں میں اور کمپنیوں میں جھگڑے ہیں کیونکہ ہمارے اندر صبر نہیں ہے۔

صبر کے ذریعہ بڑے بڑے کام کئے جاسکتے ہیں، دنیا میں وہی آدمی کارنامے انجام دے سکتا ہے جس کے پاس صبر ہے اللہ تعالی سورۃ العصر میں فرمایا:

"وَالْعَصْرِ (1) إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ (2) إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (3)"

ترجمہ: "زمانے کی قسم [1] بیشک (بالیقین) انسان سر تا سر نقصان میں ہے [2] سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور (جنہوں نے) آپس میں حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔" (سورۃ العصر: 3-1 / 103)

صبر رہیگا تو ایمان اور عمل سلامت رہے گا، اگر صبر نہیں رہیگا تو ایمان، عمل اور دین سب کچھ غارت ہو جائے گا۔

تیسرا سبق: سامنے والے کا خیال رکھنا:

طائف کے واقعہ سے ہمیں یہ بھی سبق ملتا ہے کہ آپ ﷺ اپنے سے زیادہ سامنے والے کا خیال رکھتے تھے۔ آپ ﷺ کے جسم کا خون بہہ رہا ہے لیکن آپ ﷺ کو پسند نہیں ہے کہ سامنے والے دشمن کے جسم سے خون بہے۔ لیکن آج ہمارا معاملہ بالکل اس کے مخالف ہے ہم سامنے والے سے زیادہ اپنا خیال کرتے ہیں۔ دعوت میں دیکھیں جہاں سب بھوکے ہوتے ہیں جیسے ہی میز پر کھانا آتا ہے سب اس کی طرف لپکتے ہیں اور سامنے والے کا خیال کئے بغیر ساری بوٹیاں اپنے برتن میں ڈالتے ہیں۔ جبکہ اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ کرام اپنے آپ پر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

"وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ"

ترجمہ: "خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو۔" (سورۃ الحشر 59/9:)

ایک اور "ٹلیسٹ" سے پوچھا گیا جو ہمیشہ نبی کریم ﷺ کے خلاف ہی لکھا کرتا تھا کہ تم محمد ﷺ کے بارے میں پڑھتے ہو اور ان کے خلاف لکھتے بھی ہو۔ کیا تمہیں ان کی سیرت میں کوئی خوبی نظر آئی؟ اس نے جواب دیتے ہوئے کہا: ہاں مجھے محمد ﷺ میں ایک بہترین خوبی نظر آئی وہ یہ کہ آپ ﷺ اپنے سے زیادہ دوسروں کا خیال کیا کرتے تھے۔ اور اسی ایک خوبی کی وجہ سے میں نے آپ کے خلاف لکھنا بند کر دیا ہے۔

تیسرا واقعہ: جنگِ احد میں آپ ﷺ کا زخمی ہونا اور اس سے حاصل ہونے والا سبق:

نبی کریم ﷺ کی زندگی میں 17 مرتبہ آپ ﷺ پر جان لیوا اٹیک ہوا، انہی میں سے ایک حملہ جنگ احد کا ہے۔ جنگ احد میں مشرکین نے آپ ﷺ کو شہید کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ خالد بن ولید کے دوبارہ حملہ کی وجہ سے سارے مسلمان ادھر ادھر بکھر گئے آپ ﷺ کے پاس سات انصاری صحابہ تھے، وہ کافروں سے آپ ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے شہید ہو گئے، اس کے بعد دو انصاری صحابہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ اور سعد بن ابی وقاص آپ ﷺ کا دفاع کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ شل ہو گیا، مشرکین نے آپ ﷺ پر کافی حملے کئے ایک مشرک عتبہ بن ابی وقاص آپ ﷺ کے سر پر پتھر دے مارا جس کی وجہ سے آپ ﷺ گر گئے، آپ ﷺ کا دانت ٹوٹ گیا، پیشانی اور چہرہ زخمی ہو گیا، آنکھ کے نچلی ہڈی میں خود کی کڑیاں دھنس گئیں، جیسا کہ ابو حازم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

عَنْ أَبِي حَازِمٍ، أَنَّهُ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ، وَهُوَ يُسْأَلُ عَنْ جُرْحِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: " أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَأَعْرِفُ مَنْ كَانَ يَغْسِلُ جُرْحَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَنْ كَانَ يَسْكُبُ المَاءَ، وَبِمَا دُووِيَ، قَالَ: كَانَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلاَمُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَغْسِلُهُ، وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ يَسْكُبُ المَاءَ بِالْمِجَنِّ، فَلَمَّا رَأَتْ فَاطِمَةُ أَنَّ المَاءَ لاَ يَزِيدُ الدَّمَ إِلَّا كَثْرَةً، أَخَذَتْ قِطْعَةً مِنْ حَصِيرٍ، فَأَحْرَقَتْهَا وَأَلْصَقَتْهَا، فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ، وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ يَوْمَئِذٍ، وَجُرِحَ وَجْهُهُ، وَكُسِرَتِ البَيْضَةُ عَلَى رَأْسِهِ "

ترجمہ: "حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے سہل بن سعد سے سنا اور وہ اللہ کے رسول ﷺ کے زخم کے بارے میں پوچھ رہے تھے، انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کس طرح اللہ کے رسول ﷺ کے زخم کو دھویا گیا اور کون پانی بہارہا تھا۔ اور کس دوا کا استعمال کیا گیا، انہوں نے فرمایا: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا زخموں کو دھو رہی تھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ڈھول سے پانی بہارہے تھے، جب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ خون نہیں تھم رہا ہے تو آپ

نے حصیر کا ایک ٹکڑا جلایا اور زخم پر لگا دیا اور خون تھم گیا اور آج کے دن آپ ﷺ کا دانت ٹوٹ گیا اور چہرہ زخمی ہوا اور خود سر مبارک پر ٹوٹ گئی۔"

(الراوی: ابو حازم رضی اللہ عنہ المحدث: المصدر: صحیح البخاری: 4075)

اس جنگ میں آپ ﷺ کے چہرے اور پیشانی پر کافی زخم آئے تھے لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ ان کے لئے دعا کرتے ہیں:

«رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ»

ترجمہ: "اے اللہ میری قوم کو معاف کر دے یقیناوہ مجھے نہیں جانتے ہیں۔"

(الراوی: عبد اللہ رضی اللہ عنہ المحدث: مسلم المصدر: صحیح مسلم)

لیکن آج ہم غیر مسلموں کو ہدایت کی دعا دینے کے بجائے انہیں بددعا کرتے ہیں۔

اسی طرح ایک اور روایت میں ایک اور مرتبہ کا واقعہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یوں بیان کرتے ہیں:

"كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَحْكِي نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ ضَرَبَهُ قَوْمُهُ، وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُولُ : " رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فإنهم لا يعلمون "

ترجمہ: "گویا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دیکھ رہا ہوں کہ آپ بنی اسرائیل کے ایک نبی کا واقعہ بیان کر رہے تھے کہ ان کی قوم نے انہیں مارا اور خون آلود کر دیا۔ لیکن وہ نبی خون صاف کرتے جاتے اور یہ دعا کرتے : " **اللهم اغفر لِقَوْمِي فإنهم لا يعلمون**" کہ اے اللہ! میری قوم کی مغفرت فرما۔ یہ لوگ جانتے نہیں ہیں۔"

(الراوی: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ المحدث: البخاری صحیح بخاری: 3477)

تیسرے واقعے سے حاصل ہونے والا سبق: دشمنوں کو معاف کرنا:

جنگِ احد میں آپ ﷺ کا چہرہ زخمی ہو گیا، آپ کے دندانِ مبارک شہید کر دیئے گئے لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے انہیں معاف کر دیا۔ لیکن آج ہم اپنے ہی سگے بھائی اور رشتے داروں کو معاف نہیں کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس طرح جاہلانہ حرکت سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین

چوتھا واقعہ: طفیل بن عمرو الدوسی اور قبیلہ ءدوس کا قبولِ اسلام اور اس سے حاصل ہونے والا سبق:

حضرت طفیل بن عمرو الدوسی جب مکہ آئے تو مکہ والوں نے ان سے کہا کہ آپ محمد ﷺ سے نہ ملیں کیونکہ وہ جادوگر ہے، وہ اپنے جادو کے ذریعہ آدمی کو اس کے باپ، بھائی، بیوی اور خاندان والوں سے دور کرتا ہے۔ یہ باتیں سن کر جب بھی وہ آپ ﷺ کے پاس سے گزرتے تو کانوں میں روئی رکھ لیتے تھے ایک مرتبہ آپ ﷺ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے آپ کی تلاوتِ قرآن کی آواز نہ چاہتے ہوئے ان کے کانوں میں پڑی اس کے بعد انہوں نے اپنے دل میں سوچا کہ میں بھی ایک عقلمند آدمی ہوں، شاعر ہوں، اچھے اور برے میں فرق کر سکتا ہوں، میں محمد ﷺ کے پاس جاؤں گا اور ان کی بات سنوں گا، اگر اچھی رہی تو مانوں گا ورنہ رد کر دوں گا۔ اس کے بعد وہ آپ ﷺ کے گھر گئے اور اپنے آنے کا مقصد بتائے تو آپ ﷺ نے انہیں قرآن پڑھ کر سنایا تو وہ مسلمان ہو گئے۔۔ اس کے بعد انہوں نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی والدین نے اسلام قبول کیا لیکن قوم نے آپ کی بات نہیں مانی۔ پھر حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے اے اللہ کے رسول ﷺ! میری قوم والوں نے میری بات نہیں مانی آپ ان پر بد دعا کیجئے لیکن آپ ﷺ بد دعا کرنے کے بجائے انہیں دعا دیتے ہیں: " اللّٰھم اھد دوسا" جیسا کہ ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

" جَاءَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ دَوْسًا قَدْ هَلَكَتْ عَصَتْ وَأَبَتْ فَادْعُ اللهَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ: «اللَّهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَأْتِ بِهِمْ»"

ترجمہ:"طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ قبیلہ ءدوس ہلاک ہوا اس نے نافرمانی کی اور انکار کیا آپ ﷺ اللہ سے ان کے لئے بد دعا کیجئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ دوس کو ہدایت دے اور انہیں میرے یہاں لے آ۔"

(الروی: ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ المصدر: صحیح البخاری:4392)

چوتھے واقعہ سے حاصل ہونے والا سبق: دشمن کے لئے ہدایت کی دعا کرنا

حضرت طفیل بن عمرو الدوسی قبیلۂ دوس کو اسلام کی دعوت دی لیکن انہوں نے انکار کیا تو وہ آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور ان پر بد دعا کرنے کی درخواست کی لیکن آپ ﷺ انہیں بد دعا دینے کے بجائے دعا دیتے ہوئے فرمایا اے اللہ قبیلہ ءدوس کو ہدایت دے۔ اسی دعا کا نتیجہ تھا کہ اس قبیلہ سے تعلق رکھنے والے حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے اسی لئے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الجامع الصحیح میں ایک باب باندھا قبیلہ ءدوس کا قبولِ اسلام۔ اس میں انہوں دو حدیثیں ذکر کیں پہلی حضرت طفیل بن عمرو الدوسی کے قبول اسلام کی اور دوسری حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ کی۔

اگر اللہ کے رسول ﷺ اس وقت بد دعا دیتے تو آج ہم حدیث ایک بڑے ذخیرہ سے محروم رہتے تھے کیونکہ صحابہ کرام میں آپ ہی سب سے زیادہ حدیثیں روایت کرنے والے صحابی ہیں۔ لیکن آج ہمارا معاملہ اس کے مخالف ہے آج ہم چھوٹی چھوٹی باتوں پر دوسروں کو بد دعا دیتے ہیں۔

دشمن کے لئے ہدایت کی دعا کرنا یہ ایک سنتِ مہجورہ ہے۔ آج جو بڑے بڑے دشمنانِ اسلام ہیں ان کے حق میں ہم دعائیں کریں کہ اللہ ان کے شر سے اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت فرمائے اور انہیں اسلام کا خادم بنادے۔

غیر مسلم بھائیوں کی ہدایت کے لئے محنت کے ساتھ ان کے حق میں ہدایت کی دعا کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ نیک اعمال کی ادائیگی کے لئے اللہ کی توفیق کا ہونا ضروری ہے اور یہ ہمیں دعا کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے۔

پانچواں واقعہ: صلح حدیبیہ اور اس سے حاصل ہونے والے اسباق

سن ٦ ھ میں آپ ﷺ نے خواب دیکھا کہ آپ اور صحابہ کرام عمرہ کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس بات کی اطلاع صحابہ کرام کو دی اور عمرہ کی نیت سے مکہ روانہ ہوگئے اور حدیبیہ میں پڑاؤ ڈال دیا۔ جب مشرکینِ مکہ کو معلوم ہوا کہ آپ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ عمرہ کرنے مکہ آرہے ہیں تو انہوں ابتدا میں آپ کو روک لیا پھر بعد میں مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان ایک صلح ہوئی اور اس صلح میں کئی باتیں مسلمانوں کے خلاف تھیں جیسے محمد رسول اللہ کو مٹا کر محمد بن عبد اللہ لکھا گیا حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ جو مسلمان ہو چکے تھے لیکن پھر بھی کافروں نے انہیں مسلمانوں کے ساتھ جانے نہیں دیا۔ اس صلح سے صحابہ کرام بہت ناراض تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو کہا: اے اللہ کے رسول ہم حق پر ہیں کیوں ہم ان سے دب کر صلح کر لیں لیکن صحابہ مان گئے۔

صلح حدیبیہ کا پہلا سبق: صلح پسندی:

آپ ﷺ کو جھگڑے کے بجائے صلح کرنا بہت پسند تھا۔ اسی لئے صلح حدیبیہ کے معاہدہ میں بہت باتیں مسلمانوں کے خلاف تھیں لیکن اس کے باوجود صلح کو ترجیح دی۔ آپ ﷺ دور اندیش اور بہترین قائد تھے۔ اس صلح کے سبب صرف دو سال میں کافی لوگ اسلام میں داخل ہوگئے۔

صلح حدیبیہ کا دوسرا سبق: اگریمنٹ کی قدر:

صلح حدیبیہ کے معاہدہ میں کئی باتیں مسلمانوں کے خلاف تھیں لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے اس معاہدہ کی قدر کی۔ آج ہم مسلمانوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ہم مسلمان اپنے ملک ہندوستان کے وفادار نہیں ہیں جو کہ بالکل غلط ہے. ہمارا مذہب ہمیں یہ حکم دیتا ہے کہ ہم اپنے ملک کے قوانین اور اصولوں کی قدر کریں اور اس ملک کے ایگریمنٹ کو پورا کریں۔ ہمارا مذہب ہمارا دین ہم کو یہ حکم دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے سورۃ المائدۃ میں فرمایا:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ ۚ أُحِلَّتْ لَكُم بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنتُمْ حُرُمٌ ۗ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ"

ترجمہ: "اے ایمان والو! عہد وپیماں پورے کرو، تمہارے لئے مویشی چوپائے حلال کئے گئے ہیں بجز ان کے جن کے نام پڑھ کر سنا دیئے جائیں گے مگر حالت احرام میں شکار کو حلال جاننے والے نہ بننا، یقیناً اللہ جو چاہے حکم کرتا ہے۔" (سورۃ المائدۃ: 1 / 5)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح صلح حدیبیہ میں معاہدہ کو پورا کیا اسی طرح ہمیں بھی ملک سے کئے معاہدہ کو پورا کرنا ہو گا۔ اسلام ہمیں یہی تعلیم دیتا ہے۔ ہاں اگر کوئی مسلمان قانون کو توڑ کر دہشت گردی کرتا ہے تو یہ اس کا اپنا معاملہ ہے اسلام اس سے مکمل طور پر بری ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ اگر کوئی ایک معصوم کو قتل کرتا ہے تو گویا اس نے سارے انسانوں کو قتل کیا اللہ تعالی نے فرمایا: "مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ إِنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ بَعْدَ ذَٰلِكَ فِي الْأَرْضِ لَمُسْرِفُونَ"

ترجمہ:"اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ لکھ دیا کہ جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد مچانے والا ہو، قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا، اور جو شخص کسی ایک کی جان بچالے، اس نے گویا تمام لوگوں کو زندہ کر دیا اور ان کے پاس ہمارے بہت سے رسول ظاہر دلیلیں لے کر آئے لیکن پھر اس کے بعد بھی ان میں کے اکثر لوگ زمین میں ظلم وزیادتی اور زبردستی کرنے والے ہی رہے (سورۃ المائدۃ:5/32)

صلح حدیبیہ کا تیسرا سبق: آدمی اپنی ذات سے اونچا اٹھ کر قوم کے بارے میں سوچے اور مقصد پر نظر رکھے:

آدمی ہر معاملہ میں اپنے مفاد پر قوم کے مفاد کو مقدم رکھے اور ہمیشہ مقصد پر اپنی نظر رکھے۔ جیسا کہ اس صلح میں آپ ﷺ کی ذات پر حملہ ہوا اور اس میں موجود اکثر معاہدے آپ کے اور مسلمانوں کے خلاف تھے۔ آپ نے ان ساری چیزوں کو گوارا کیا لیکن مکہ میں خون خرابہ ہونا گوارا نہیں کیا اور آپ کا مقصد اسلام کی دعوت عام کرنا تھا اور اس صلح سے آپ کا یہ مقصد پورا ہو رہا تھا اسی لئے آپ نے اس صلح کے تمام شرائط کو قبول کیا۔

واپسی کے وقت راستہ میں سورۃ الفتح نازل ہوئی جس میں اس صلح کو فتحِ مبین قرار دیا گیا۔ اور یہ سورۃ آپ ﷺ کو بہت زیادہ پسند تھی۔ حضرت زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

"أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسِيرُ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، وَعُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ يَسِيرُ مَعَهُ لَيْلًا، فَسَأَلَهُ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ، وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا عُمَرُ، نَزَرْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذَلِكَ لاَ يُجِيبُكَ، قَالَ عُمَرُ: فَحَرَّكْتُ بَعِيرِي ثُمَّ تَقَدَّمْتُ أَمَامَ المُسْلِمِينَ، وَخَشِيتُ أَنْ يَنْزِلَ فِيَّ قُرْآنٌ، فَمَا نَشِبْتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ بِي، قَالَ: فَقُلْتُ:

لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ نَزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ، وَجِئْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: «لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُورَةٌ، لَهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ» ثُمَّ قَرَأَ: {إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا}"

ترجمہ:"رسول اللہ ﷺ اپنے ایک سفر (صلح حدیبیہ) میں تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ عمر رضی اللہ عنہ بھی چل رہے تھے رات کا وقت تھا. حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ آپ سے کچھ پوچھا آپ صلہ اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت عمر نے (دل میں) کہا کہ عمر تیری ماں تجھے گم پائے تو نے رسول اللہ ﷺ کو تین مرتبہ سوال کیا لیکن آپ ﷺ نے ایک مرتبہ بھی تجھے جواب نہیں دیا پھر حضرت عمر نے فرمایا: چنانچہ میں نے اپنی سواری کو تیز کیا اور مسلمانوں کے آگے نکل گیا اور مجھے ڈر لگنے لگا کہ میری اس بے ادبی پر میرے بارے میں کوئی وحی آسمان سے نہ نازل ہو، تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ میں نے سنا کوئی مجھے پکار رہا ہے۔ حضرت عمر نے کہا: میں نے اپنے دل میں کہا کہ مجھے ڈر ہوا کہ ضرور میرے بارے کوئی آیت نازل ہوئی ہو گی اور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گذشتہ شب مجھ پر ایک سورت اتری ہے جو مجھے دنیا کی ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے " اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا" تلاوت کی۔"

(الراوی: زید بن اسلم المصدر: صحیح البخاری: 4177)

آج ہم بے مقصد زندگی گزار رہے ہیں اسی لئے ہمارا اکثر وقت فیس بک، واٹس اپ پر بیکار چاٹنگ کرنے، گلی اور محلے میں دوسروں کی غیبت کرنے میں گزر رہا ہے۔ ہمیں ہمارا اور ہمارے بچوں کا کوئی ٹارگیٹ متعین کرنا ہو گا۔ اس کے پیچھے محنت کرنا ہو گا اور اپنے وقت کا صحیح استعمال کرنا ہو گا۔

چھٹا واقعہ: فتحِ مکہ کے وقت جانی دشمنوں کو معاف کرنا اور اس سے حاصل ہونے والا سبق

سن ۸ھ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بڑی شان کے ساتھ فاتح کی حیثیت سے مکہ داخل ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کی فوج دیکھ کر سارے کفار قریش ڈرے اور سہمے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ مکہ میں داخل ہو کر کعبہ کی تطہیر کی اور سارے کفار کے لئے معافی کا اعلان کیا اور کہا جو کعبۃ اللہ میں داخل ہو جائے اسے امان ہے جو اپنے گھر میں رہے اسے امان ہے اور جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اسے امان ہے۔

یہ وہی کفار مکہ تھے جنہوں نے مکہ میں تیرہ سال مسلسل قدم قدم پر آپ ﷺ اور صحابہ کرام کو ستایا تھا۔ یہ وہی ابوسفیان ہیں جو جنگ بدر اور جنگ احد میں کافروں کے سردار رہے اور جنگ احزاب میں سارے عرب کو آپ ﷺ کے خلاف جمع کیا تھا اور ساری عمر آپ ﷺ کو زک پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ آپ ﷺ نے ان تمام کو معاف کر دیا جس کی وجہ سے لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہو گئے اللہ تعالی نے فرمایا:

"إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ (1) وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا (2) فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا (3)"

ترجمہ:" جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے **[1]** اور تو لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق آتا دیکھ لے **[2]** تو اپنے رب کی تسبیح کرنے لگ حمد کے ساتھ اور اس سے مغفرت کی دعا مانگ، بیشک وہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا ہے۔" (سورۃ النصر:3-1/110)

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پوری زندگی میں 81 غزوات اور سریے لڑے جن میں مخالفین کے قاتلوں کی تعداد ہزار سے زیادہ نہیں ہے۔ آپ کے تمام غزوات دفاعی تھے آپ نے ان غزوات میں کسی کو گالی نہیں دی کسی معصوم کو قتل نہیں کیا۔ ان غزوات کے ذریعہ ظلم و بربریت کو ختم

کیا، مظلوموں کو ان کا حق دلایا، امن وامان کو قائم کیا۔ لیکن آج ہماری زبانوں پر صرف گالیاں ہیں۔ ہماری زندگیوں میں اخلاق حسنہ ناپید۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے آپ کو اخلاق حسنہ سے مزین کریں۔

ابو سفیان رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام:

ابو سفیان جنگ بدر اور جنگ احد میں کافروں کے سردار رہے اور جنگ احزاب میں سارے عرب کو آپ ﷺ کے خلاف جمع کیا تھا اور مسلسل اکیس سال تک آپ ﷺ کو زک پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ لیکن جب آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں پناہ دے کر آپ ﷺ کی خدمت میں لائے تو آپ ﷺ نے ابو سفیان سے کہا: ابو سفیان تم پر افسوس ہے کیا تمہارے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تم جان سکو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے؟

چنانچہ ابو سفیان کلمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ ﷺ نے انہیں معاف بھی کر دیا اور ان کی عزت افزائی کے لئے فرمایا: جو ابو سفیان کے گھر میں داخل ہوا اسے امان ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اکیس سال کی دشمنی تھوڑے دیر میں ختم کر دی۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام:

فتحِ مکہ سے قبل نبی کریم ﷺ کے پاس ان کے بھائی آئے۔ آپ ﷺ ان کے بھائی کے سامنے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: کیا بات ہے کہ خالد بن ولید جیسا عقلمند آدمی ابھی تک کیوں قبولِ اسلام سے پیچھے ہے؟!!!۔ یہ بات ان کے بھائی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بتاتے ہیں۔ نہ جانے اس جملے میں کیا اثر تھا کہ وہ دربارِ رسالت کا رخ کرتے ہیں اور کلمۂ توحید پڑھ کر اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی پیروی کرتے ہوئے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ بھی دائرۂ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں

۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ لوگ مسلمانوں کو تکلیفیں دے کر آخر میں اسلام قبول کیئے۔ ہم ان سے کہیں گے کہ آپ اپنے ایمان اور عمل پر غرور نہ کریں کیونکہ ہماری زندگی بھر کی عبادتیں ان کے پاؤں کے دھول کے برابر بھی نہیں ہیں۔ ان کا مقام اتنا عظیم ہے کہ اللہ تعالی نے دنیا میں ہی رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ کہہ کر انہیں جنت کی سرٹیفکیٹ دے دی ہے۔ علاوہ ازیں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس فتح کر کے اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مصر فتح کر کے اپنے توبہ کا کفارہ ادا کیا ہے۔ بہر کیف آپ ﷺ بڑے عقلمند اور مزاج شناس تھے آپ ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مزاج کو پہچان کر ان کی غائبانہ تعریف کی جس کی وجہ سے وہ مشرف بہ اسلام ہو گئے

۔

فتحِ مکہ کے واقعہ کا اثر:

ایک نوجوان کا واقعہ:

ایک مرتبہ جمعہ کے دن نماز اور خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد ایک نوجوان جو پہلوان تھا اس نے مجھے پکارا۔ چونکہ میں خطبہ میں اخلاق اخلاق کچھ زیادہ ہی بول دیا تھا میں سمجھا کہ شاید اسے میرے خطبہ سے تھوڑی تکلیف ہوئی ہو گی۔ وہ میرے قریب آیا اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے جس کی وجہ سے اس کی آنکھیں لال ہو گئی تھیں۔ اس نے مجھ سے کہا: میرے اور ایک آدمی کے درمیان جھگڑا ہو گیا جس کی وجہ سے گاؤں میں دو گروپ بن گئے اور ہم پیسے خرچ کر کے ایک دوسرے کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کرتے تھے اور ہم دونوں صحیح العقیدہ ہیں۔ میں نے آج خطبہ میں سنا کہ اللہ کے رسول ﷺ اپنے جانی دشمنوں کو چند لمحوں میں معاف کر دیا۔ میں بھی اس پر عمل کرتے ہوئے اس کو فون کیا اور اسے معاف کر دیا اور اس نے بھی مجھے معاف کر دیا اور اس نے مجھے دوپہر کے کھانے پر بلایا ہے۔ ہمارے دونوں کے ملنے سے گاؤں میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی ہے۔ الحمدللہ۔

ایک اور نوجوان کا واقعہ:

ایک مرتبہ میں خطبۂ جمعہ میں بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ۸۱ غزوات اور سریے لڑے ہیں اس میں آپ ﷺ نے کسی کو گالی نہیں دی کسی معصوم کو قتل نہیں کیا۔ یہ ساری جنگیں دفاعی تھیں ان جنگوں کا مقصد امن وامان کا قیام تھا۔ لیکن آج ہم چھوٹی چھوٹی باتوں پر ایک دوسرے سے جھگڑا کرتے ہیں ایک دوسرے کو گالی دیتے ہیں۔

اگر ہم گھر کے سامنے کانٹوں کے بیج بوئیں گے تو مستقبل میں ہمیں کانٹوں پر ہی چل کر جانا پڑیگا۔ اور اگر ہم اپنے گھر کے سامنے پھول اگائیں گے تو ہم مستقبل میں پھولوں پر چلیں گے۔ نماز کے بعد ایک نوجوان آکر مجھ سے کہنے لگا: شیخ میں بہت زیادہ گالیاں دینے والا ہوں اور آج میں یہاں اعلان کرتا ہوں کہ آج کے بعد میں کبھی گالی نہیں دوں گا۔ یہ دیکھ کر دوسرے نوجوان بچوں نے عہد کیا کہ وہ آج کے بعد گالی نہیں دیں گے۔

نبی کریم ﷺ کی سیرت بہت پاورفل سیرت ہے۔ اس کو اپنانے سے زندگیوں میں انقلاب آتا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ آپ کی سیرت کو پڑھ کر اس پر مکمل طور پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

فتحِ مکہ کے واقعہ سے حاصل ہونے والا سبق: بدلے کی قدرت رکھنے باوجود دشمن کو معاف کردینا:

فتحِ مکہ کے واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ دشمن سے بدلے کی قدرت رکھنے کے باوجود اسے معاف کردینا چاہئے۔ یہ ایک عظیم صفت ہے۔ آپ ﷺ فتحِ مکہ کے وقت چاہتے تو ہر ایک دشمن سے بدلہ لے سکتے تھے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو معافی کا پروانہ سنایا۔

آج بعض عیسائی حضرات کہتے ہیں کہ محمد ﷺ نے صرف جنگیں کی ہیں کوئی بڑا کام نہیں کیا ۔جبکہ ہمارے نبی عیسی علیہ السلام کو جب سولی پر چڑھایا جارہا تھا تو انہوں نے سب کو معاف کر دیا۔

ان کا جواب دیتے ہوئے ہم کہتے ہیں پہلی بات یہ کہ عیسی علیہ السلام کو سولی نہیں دی گئی ہے وہ ابھی بھی آسمان میں زندہ ہیں یہی ہمارا عقیدہ ہے۔اگر آپ کی بات مان بھی لیں تو بائبل کے حساب سے مجبوری کی حالت میں معاف کرنا کوئی بڑا کارنامہ نہیں ہے۔دشمن پر بدلے کی قدرت رکھنے کے باوجود معاف کرنا بڑا کارنامہ ہے۔عیسی علیہ السلام نے مجبوری میں لوگوں کو معاف کیا تھا۔جبکہ محمد ﷺ بدلے کی قدرت رکھنے کے باوجود لوگوں کو معاف کیا تھا۔

آخر میں میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے اور آپ سب کو توحید کا بہترین داعی، مصلح اور حلال روزی کمانے والا بنادے, ہمارے اندر اخلاص پیدا فرمائے اور ہماری ٹوٹی پھوٹی محنتوں کو قبول فرمائے آمین

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمۃ اللعالمین

عناصرِ خطبہ

تمہید

قرآنِ مجید ساری انسانیت کے لئے ہے

پیغمبرِ اسلام کی سیرت اور رحمت کو نہ جاننے کے نقصانات واقعات کی روشنی میں

ایک سوامی جی کا واقعہ

پیغمبرِ اسلام کی سیرت اور رحمت کو نہ جاننے کے نقصانات مثال کی روشنی میں

امتِ مسلمہ کا فرضِ منصبی امر بالمعروف و نھی عن المنکر

اسلام اور پیغمبرِ اسلام پر حملے میڈیا کے ذریعہ

فلم کاری ایکشن

آکسفورڈ ڈکشنری میں لفظِ محمد ﷺ کا بگاڑ

آپ ﷺ کے نام کا معجزہ

غیر مسلم بھائیوں کی غلط فہمی اور اس کا ازالہ

اسلام کی جنگیں دفاعی تھیں

جنگِ بدر کے تعلق سے ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ

اسلام کی نظر میں ایک معصوم کا قتل ساری انسانیت کے قتل کے برابر ہے

غیر مسلم معاہد اسلام کی نظر میں

اسلام اور پیغمبرِ اسلام پر حملے کیوں کیئے گئے؟ ایک تاریخی تجزیہ

اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا

اللہ کے نزدیک قابلِ قبول دین دینِ اسلام ہے

تمہید:

"وَاكْتُبْ لَنَا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ إِنَّا هُدْنَا إِلَيْكَ قَالَ عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ مَنْ أَشَاءُ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ (١٥٦) "الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (١٥٧)"

ترجمہ:" اور ہم لوگوں کے نام دنیا میں بھی نیک حالی لکھ دے اور آخرت میں بھی، ہم تیری طرف رجوع کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اپنا عذاب اسی پر واقع کرتا ہوں جس پر چاہتا ہوں اور میری رحمت تمام اشیا پر محیط ہے۔ تو وہ رحمت ان لوگوں کے نام ضرور لکھوں گا جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں جو لوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو

ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں۔ سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے، ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔"(سورۃ الاعراف:-158-157/7)

میں سب سے پہلے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا شکر بجالا تا ہوں۔اس کے بعد بے پایاں درود وسلام ہو محمد ﷺ پر جنہیں اللہ تعالیٰ نے سارے جہاں والوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا۔اس کے بعد میں ان لوگوں کے حق میں دعا کرتا ہوں جنہوں نے اس پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے دن رات محنت کیا۔ اللہ ان کی محنتوں کو قبول فرمائے۔اور ہم سب کے یہاں آنے اور جمع ہونے کو بھی قبول فرمائے۔ آمین۔ آج میں جس عنوان کے تحت لب کشائی کرنا چاہتا ہوں وہ ہے:"محمد ﷺ کو رحمۃ للعالمین نہ سمجھنے کے نقصانات"۔

اللہ رب العالمین محمد ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث کیا۔ آپ ﷺ کی رحمت مسلم ہو یا غیر مسلم حیوانات ہو کہ جمادات سب کیلئے عام ہے، آپ ﷺ کی سیرت پڑھنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کا حق جتنا حق عبداللہ اور عبدالرحمٰن کو ہے اتنا ہی حق رام اور لکشمن کو بھی ہے۔اللہ تعالی نے آپ کے بارے میں فرمایا:

"وَمَا أَرۡسَلۡنَاكَ إِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعَالَمِينَ"

ترجمہ:"ہم نے آپ کو سارے جہاں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا -"(الأنبياء : 21/107)

اور ایک جگہ فرمایا:

"وَمَا أَرۡسَلۡنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَكِنَّ أَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُونَ"

ترجمہ:"ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبریاں سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے ہاں مگر (یہ صحیح ہے) کہ لوگوں کی اکثریت بے علم ہے۔ (سورۃ سبا:34/28)

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاعراف میں واضح الفاظ میں بتایا کہ آپ ﷺ کی رسالت سارے جہاں والوں کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ"

ترجمہ:" آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں، جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے سو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی امی پر جو کہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کا اتباع کرو تاکہ تم راہ پر آجاؤ۔"(سورۃ الاعراف:-7/158)

قرآن مجید ساری انسانیت کے لئے ہے:

آج ہم قرآن کو مسلمانوں کے ساتھ خاص کر دیئے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو سارے جہاں والوں کی ہدایت کے لئے نازل کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ
"

ترجمہ:"اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے کے لوگوں کو پیدا کیا، یہی تمہارا بچاؤ ہے۔"(سورۃ البقرۃ:2/21)

ایک اور جگہ فرمایا:

"شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ"

ترجمہ:"ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے۔"(سورۃ البقرۃ:2/185)

ان دونوں آیات میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ دونوں آیتوں میں لفظِ مسلم کے بجائے لفظِ الناس کا استعمال کیا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن سارے جہاں والوں کے لئے ہے، قرآن مجید پڑھنے کا جتنا حق مسلمانوں کا ہے اتنا ہی حق غیر مسلموں کا بھی ہے۔ لہذا میں اپنے غیر مسلم بھائیوں سے بھی گذارش کرتا ہوں کہ آج قرآنِ مجید کا ترجمہ مختلف زبانوں جیسے "تلگو، کنڑا، انگریزی، ٹمل، بنگلہ، ملیالم" وغیرہ میں موجود ہے، آپ قرآن پڑھیں کیونکہ اس میں صرف مسلمانوں کے نہیں بلکہ ساری انسانیت کے مسائل کا حل موجود ہے۔

پیغمبرِ اسلام کی سیرت اور رحمت کو نہ جاننے کے نقصانات واقعات کی روشنی میں

آج اسلام اور پیغمبرِ اسلام پر کافی حملے ہو رہے ہیں اس کے باوجود ہزاروں کی تعداد میں لوگ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ ان میں وہ لوگ بھی ہیں جو آپ کی سیرت کی لاعلمی کی وجہ سے آپ ﷺ کی شان میں گستاخیاں کیا کرتے تھے۔

اس طرح کے واقعات آپ ﷺ کے زمانہ میں بھی پیش آئے ہیں جیسا کہ عبد اللہ بن سلام جو کہ یہودیوں کے ایک بڑے عالم تھے وہ فرماتے ہیں کہ قبولِ اسلام سے پہلے روئے زمین پر سب سے مبغوض چہرہ میرے نزدیک آپ ﷺ کا تھا لیکن قبولِ اسلام کے بعد روئے زمین میں سب سے محبوب چہرہ میرے نزدیک آپ کا تھا۔

عن سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ، يُقَالُ لَهُ: ثُمَامَةُ بْنُ

أُثَالٍ، فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ ؟فَقَالَ: عِنْدِي خَيْرٌ يَا مُحَمَّدُ، إِنْ تَقْتُلْنِي تَقْتُلْ ذَا دَمٍ، وَإِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ، وَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ الْمَالَ، فَسَلْ مِنْهُ مَا شِئْتَ، فَتُرِكَ حَتَّى كَانَ الْغَدُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ ؟قَالَ: مَا قُلْتُ لَكَ: إِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ، فَتَرَكَهُ حَتَّى كَانَ بَعْدَ الْغَدِ، فَقَالَ: مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ ؟فَقَالَ: عِنْدِي مَا قُلْتُ لَكَ، فَقَالَ: أَطْلِقُوا ثُمَامَةَ، فَانْطَلَقَ إِلَى نَجْلٍ قَرِيبٍ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، يَا مُحَمَّدُ وَاللهِ مَا كَانَ عَلَى الْأَرْضِ وَجْهٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ وَجْهِكَ، فَقَدْ أَصْبَحَ وَجْهُكَ أَحَبَّ الْوُجُوهِ إِلَيَّ، وَاللهِ مَا كَانَ مِنْ دِينٍ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ دِينِكَ، فَأَصْبَحَ دِينُكَ أَحَبَّ الدِّينِ إِلَيَّ، وَاللهِ مَا كَانَ مِنْ بَلَدٍ أَبْغَضُ إِلَيَّ مِنْ بَلَدِكَ، فَأَصْبَحَ بَلَدُكَ أَحَبَّ الْبِلَادِ إِلَيَّ، وَإِنَّ خَيْلَكَ أَخَذَتْنِي وَأَنَا أُرِيدُ الْعُمْرَةَ، فَمَاذَا تَرَى ؟ فَبَشَّرَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَهُ أَنْ يَعْتَمِرَ، فَلَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ، قَالَ لَهُ قَائِلٌ: صَبَوْتَ، قَالَ: لَا، وَلَكِنْ أَسْلَمْتُ مَعَ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا وَاللهِ لَا يَأْتِيكُمْ مِنْ الْيَمَامَةِ حَبَّةُ حِنْطَةٍ حَتَّى يَأْذَنَ فِيهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ:

سعید بن ابی سعید نے بیان کیا، انہوں نے ابو ہریرہؓ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے نجد کی طرف کچھ سوار بھیجے وہ قبیلہ بنو حنیفہ کے (سرداروں میں سے) ایک شخص ثمامہ بن اثال نامی کو پکڑ کر لائے اور مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور پوچھا ثمامہ تو کیا سمجھتا ہے؟ (میں تیرے ساتھ کیا کروں گا؟) انہوں نے کہا: اے محمد (ﷺ)! میرے پاس خیر ہے (اس کے باوجود) اگر آپ مجھے قتل کر دیں تو آپ ایک شخص کو قتل کریں گے جو خونی ہے، اس نے جنگ میں مسلمانوں کو مارا اور اگر آپ مجھ پر احسان کریں گے تو ایک ایسے شخص پر احسان

کریں گے جو (احسان کرنے والے کا) شکر ادا کرتا ہے لیکن اگر آپ کو مال مطلوب ہے تو جتنا چاہیں مجھ سے مال طلب کر سکتے ہیں۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وہاں سے چلے آئے، دوسرے دن آپ نے پھر پوچھا: ثمامہ اب تو کیا سمجھتا ہے؟ انہوں نے کہا، وہی جو میں پہلے کہہ چکا ہوں، کہ اگر آپ نے احسان کیا تو ایک ایسے شخص پر احسان کریں گے جو شکر ادا کرتا ہے۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پھر چلے گئے، تیسرے دن پھر آپ نے ان سے پوچھا: اب تو کیا سمجھتا ہے ثمامہ؟ انہوں نے کہا کہ وہی جو میں آپ سے پہلے کہہ چکا ہوں۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے صحابہؓ سے فرمایا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو (رسی کھول دی گئی) تو وہ مسجد نبوی سے قریب ایک باغ میں گئے اور غسل کر کے مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اور پڑھا أشھد أن لا إلہ إلا اللہ، وأشھد أن محمدا رسول اللہ اور کہا اے محمد! اللہ کی قسم روئے زمین پر کوئی چہرہ آپ کے چہرے سے زیادہ میرے لیے برا نہیں تھا لیکن آج آپ کے چہرے سے زیادہ کوئی چہرہ میرے لیے محبوب نہیں ہے۔ اللہ کی قسم کوئی دین آپ کے دین سے زیادہ مجھے برا نہیں لگتا تھا لیکن آج آپ کا دین مجھے سب سے زیادہ پسندیدہ اور عزیز ہے۔ اللہ کی قسم! کوئی شہر آپ کے شہر سے زیادہ برا مجھے نہیں لگتا تھا لیکن آج آپ کا شہر میرا سب سے زیادہ محبوب شہر ہے۔ آپ کے سواروں نے مجھے پکڑا تو میں عمرہ کا ارادہ کر چکا تھا۔ اب آپ کا کیا حکم ہے؟ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے انہیں بشارت دی اور عمرہ ادا کرنے کا حکم دیا۔ جب وہ مکہ پہنچے تو کسی نے کہا کہ تم بے دین ہو گئے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ میں محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ ایمان لے آیا ہوں اور اللہ کی قسم! اب تمہارے یہاں یمامہ سے گیہوں کا ایک دانہ بھی اس وقت تک نہیں آئے گا جب تک نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اجازت نہ دے دیں

(الراوی: ابو ھریرۃ رضی اللہ عنھا   المصدر: صحیح البخاری   رقم الحدیث: 4372)

محمد ﷺ کو جس نے صحیح طریقہ سے جان لیا اس نے آپ کا دامن مضبوطی سے تھام لیا اور جس نے آپ ﷺ کے تعلق سے ناواقف رہا وہ آپ کی رحمت سے محروم رہا یہ بڑا ہی آسان قاعدہ اور سمپل فارمولا ہے۔

ایک سوامی جی کا واقعہ:

ممبئ میں میرا ایک "سِوامِی جی" کے ساتھ علمی مباحثہ ہوا تھا۔ انہوں ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام "اسلام آتنگ" ہے۔ اس میں انہوں یہ بتانے کی کوشش کی کہ اسلام دہشت گرد مذہب ہے اور دہشت گردی کو فروغ دیتا ہے ۔ لیکن دس سال بعد انہیں احساس ہوا کہ انہوں نے لاعلمی میں مسلمانوں کے خلاف جو لکھا ہے وہ غلط تھا۔ پھر انہوں نے قرآن اور آپ ﷺ کی سیرت کا گہرائی کے ساتھ مطالعہ کیا۔ اس کے بعد وہ خود فرماتے ہیں کہ: قرآن مجید میں موجود وہ آیتیں جو بظاہر دہشت گردی کی تعلیم دینے والی نظر آتی ہیں حقیقت میں وہ امن کی تعلیم دینے والی آیتیں ہیں ۔ پھر انہوں ایک کتاب لکھی جس کا نام "اسلام آدرش" ہے جس میں انہوں نے یہ بتایا کہ اسلام ایک امن وشانتی کا مذہب ہے ۔ ممبئ کے اجلاس میں اس سوامی جی کو اسٹیج پر بلایا گیا اور ان کی تکریم کی گئی اور میں نے ان سے کہا کہ سوامی جی آپ مجھے عبداللہ بن سلام یاد دلا رہے ہیں جو کہ ایک بڑے یہودی عالم تھے وہ بھی ابتدا میں لاعلمی کی وجہ سے آپ ﷺ سے شدید نفرت کرتے تھے لیکن جب انہیں آپ کی سیرت کا پتہ چلا تو وہ مشرف بہ اسلام ہو گئے ۔ اسی طرح آپ نے بھی لاعلمی کی وجہ سے اسلام کے خلاف کے ایک کتاب لکھی تھی۔ اور جب آپ کے سامنے حق واضح ہو گیا تو آپ نے اپنی ہی کتاب کے خلاف ایک اور کتاب لکھی ۔ مذکورہ واقعات سے پتہ چلا کہ آپ ﷺ کی سیرت اور رحمت نہ سمجھنے سے ہمیں نقصانات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

پیغمبرِ اسلام کی سیرت اور رحمت کو نہ جاننے کے نقصانات مثال کی روشنی میں:

آج پوری دنیا کی آبادی ۷ بلین سے زائد ہے۔ ”اکارڈنگ ٹو ڈااِسٹیاٹِسٹک ”پیو“ اس میں سے ”1.7 بلین مسلمان ہیں۔ اور بقیہ 6.3 بلین غیر مسلم حضرات ہیں(یہ 10 سال پرانی شماریات ہے)۔ اوراکثر غیر مسلم بھائی اسلام اور پیغمبرِ اسلام کے بارے میں نہیں جانتے ہیں۔ یہ لوگ آپ ﷺ کی رسالت اور رحمت سے ناواقف ہیں، نتیجے میں وہ زندگی میں بہت سارے مسائل سے دوچار ہوگئے ہیں۔

مثال کے طور پر ایک آدمی کار خریدتا ہے تو کار بنانے والا کار کیسے چلائی جائے اس کے لئے ”ڈیموسٹریشن“ demonstration کرنے کے لئے ایک آدمی کو بھیجتا ہے۔ تو وہ آدمی اس کو سکھاتا ہے، اسی طریقہ سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایک مشینیری (انسانی جسم) پیدا کیا ہے۔ اور اس میشن کے طریقہء استعمال کو بتانے کے لئے ہر دور میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء ورسل کو بھیجا۔ اور اس سلسلہ کے آخری رسول حضرتِ محمد ﷺ ہیں۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے محمد ﷺ پر قرآنِ مجید کو بھی نازل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو انسانی میشن کے استعمال کے سارے طریقے بتائے اور یہ تمام قرآن اور صحیح احادیث میں موجود ہیں۔ اگر کوئی آدمی یہ کہتا ہے کہ میں محمد ﷺ کو نبی نہیں مانتا ہوں تو اسے اپنی میشن کو استعمال کرنے اور اسے کنٹرول کرنے میں کافی دشواری ہوگی۔ اس کو نہ اپنے بارے میں پتہ ہوگا اور نہ اپنے خالق کے بارے میں، وہ اپنی زندگی کے سفر کے آغاز اور انجام سے بے خبر رہے گا جس کی وجہ سے اس کی زندگی اجیرن بن جائے گی، وہ زندگی میں سکون واطمینان سے محروم ہوگا اور وہ اندھیروں میں بھٹکتا رہے گا۔

امت مسلمہ کا فرضِ منصبی: امر بالمعروف اور نھی عن المنکر:

امت مسلمہ خیرِ امت ہے اور خیرِ امت ہونے کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کو بھلائی کا حکم دے اور برائیوں سے روکے۔ اللہ تعالیٰ فرمایا: "كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ

وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ"

ترجمہ:" تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو، اگر اہل کتاب بھی ایمان لاتے تو ان کے لئے بہتر تھا، ان میں ایمان والے بھی ہیں لیکن اکثر تو فاسق ہیں۔"(سورۃ آل عمران:110/3)

اسلام اور پیغمبر اسلام پر حملے میڈیا کے ذریعہ:

آج میڈیا کے بعض گوشے اسلام اور پیغمبرِ اسلام پر حملہ کر کے ان کی شبیہ کو بگاڑنے کی کوشش کر رہے ہیں، آج غیر مسلموں کی میجارٹی اسلام اور پیغمبرِ اسلام کی تعلیمات سے ناواقف ہے لیکن میڈیا کے ذریعہ ان کے ذہنوں میں غلط باتیں ڈالی جارہی ہیں۔ اور ان کے ذہنوں کو خراب کیا جارہا ہے۔ دنیا کے ۷۰ ”نیوس پیپر“ والوں نے مسلمانوں کو تکلیف دینے کے لیے محمد ﷺ کے ”کارٹون“ بنا کر انہیں شائع کیے ہیں۔ اور گذشتہ تین سالوں میں بیس سے زائد فلمیں نکالی گئیں، ڈچ زبان میں ایک فلم الفتنۃ بنائی گئی ہے جو 17 منٹ کی فلم ہے نعوذ باللہ اس فلم کے اندر بتایا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسم پر بم باندھ کر ایک ہوائی جہاز میں ہیں اور وہ بلڈنگ سے کراش ہو کر گرنے والا ہے ۔اور اس کے ذریعہ آپ ﷺ معصوموں کو مار رہے ہیں اور اس کام میں ساتھ دینے کے لئے آپ کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت ہے نعوذ باللہ۔

اسی طرح امریکہ میں قریب میں ایک فلم بنائی گئی جس فلم کا نام ”اِنّوسینس آف مُسلم“ ہے۔ اس فلم میں 65 اداکار ہیں۔ اور اس فلم کو بنانے میں کئی ملین خرچ کئے گئے ہیں۔ یہ فلم ابھی مکمل نہیں بنی۔ مکمل تین گھنٹہ کی فلم آگے آنے والی ہے۔ اور اس کے سترہ پرمو (promo) کلپس (clips) ہیں

اس فلم کا جواب میں نے تفصیل سے دیا ہے اور طائف کے میدان کا واقعہ سنایا کہ ظالموں نے پتھر برسا کر آپ ﷺ کو لہولہان کیا لیکن آپ نے بدعا کرنے کے بجائے انہیں دعائے رحمت دی۔

فلم کاری ایکشن: ہم اسلام کے تعارف کے لئے محنت کرے

دین کی فکر کر ناداں مصیبتیں آنے والی ہے۔

تیرے بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں۔

بعض انگلش ڈکشنری میں لفظ محمد ﷺ کا بگاڑ

لفظ {Mohammed} {Mohammad}{Muhmammad} {Muhammed}

ان طریقوں سے صحیح "پرونونز pronounce" کیا جاتا ہے۔ لیکن آکسفورڈ ڈکشنری جسے ساری دنیا مانتی ہے۔ اس کے اندر ۱۷ طریقے سے لکھا گیا ہے اور ہر ایک کا پرونزیشن الگ ہے اور ہر ایک میں کوئی نہ کوئی گالی نکلتی ہے۔ جیسے "ماڈ"، "مہاوِند"، "ماوماڈ" وغیرہ نعوذ باللہ۔ امریکہ اور کنڈا میں اسطرح زہریلے اور پاگل کتوں کے نام ہوا کرتے ہیں۔ جبکہ ڈکشنری کا مطلب لفظ کا صحیح معنی اور پرونزیشن پیش کرنا ہوتا ہے۔ بدنامِ زمانہ سلمان رشدی نے ۱۹۹۸ء میں "سائٹانِک ورسس" کے نام سے کتاب لکھی۔ اس نے اس میں لفظِ "مہاوِند" کا استعمال کیا، نعوذ باللہ جو انہی ۱۷ الفاظ میں سے ایک لفظ ہے۔ جو قوم محمد ﷺ کے نام کو اپنی زبان پر لانا پسند نہیں کرتی ہے۔ ہم ایسی قوم سے کیسے امید کرسکتے ہیں کہ وہ آپ ﷺ کی سیرت پڑھے گی ہمیں آپ ﷺ کی سیرت اور رحمت کو عام کرنے کی ضرورت ہے۔ علامہ اقبال نے فرمایا

وقتِ فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے۔ نور توحید کا اتمام ابھی باقی ہے۔

کسی اور شاعر نے فرمایا (تھوڑے سے تصرف کے ساتھ)

یہ خاموش مزاجی تمہیں جینے نہیں دے گی اس دور میں جینا ہو تو اسلام بتادو۔

اگر ہم اسلام کی خدمت نہیں کریں گے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ناراض ہو جائے گا۔ اور اگر ہم اسلام کی تعلیمات صحیح طریقہ سے غیر مسلم بھائیوں تک نہیں پہنچائیں گے تو وہ غلط فہمی میں آسکتے ہیں اور ہم اللہ اور بندوں دونوں کی ناراضگی کا شکار ہو سکتے ہیں۔

دشمنانِ اسلام جس طریقے سے بھی مسلمانوں پر وار کریں لیکن اسلام ہمیں تعلیمات دیتا ہے کہ ہم انہیں حکمت وموعظت، بحث ومناظرہ اور اخلاقِ حسنہ سے دعوت دیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ"

ترجمہ:"اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلائیے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے، یقیناً آپ کا رب اپنی راہ سے بھٹکنے والوں کو بھی بخوبی جانتا ہے اور وہ راہ یافتہ لوگوں سے بھی پورا واقف ہے۔"(سورۃ النحل:16/125)

ہمیں چاہیئے کہ ہم کانسٹیٹیوشن آف انڈیا constitution of india کے دائرہ میں رہ کر نصیحت، انٹرلیکچول intellectual طبقے کو علمی دلائل اور اخلاق کے ذریعہ ہمارے غیر مسلم بھائیوں کو تعارف اسلام دینے کی کوشش کریں۔

آپ ﷺ کے نام کا معجزہ:

قیامت تک آپ ﷺ کے خلاف لاکھوں فلمیں بنائی جائیں اور لاکھوں لوگ آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کریں ان سے آپ ﷺ کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ آپ ﷺ کا نام اللہ کے نام کے ساتھ کلماتِ اذان اور کلمہء توحید وغیرہ میں جوڑ دیا گیا ہے۔ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے بارے میں کہا:

وشق له من اسمه کی یجله

فذوالعرش محمود هذا محمد

ترجمہ:"اللہ تعالی نے اپنے ناموں میں سے شق کر کے ایک نام چنا ہے عرش والا محمود ہے اور یہ محمد ﷺ محمد ہیں۔"

آپ کے نام (محمد) میں ایک بڑا معجزہ ہے، قیامت تک نبی ﷺ کی شان میں کوئی گستاخی کر ہی نہیں سکتا کیونکہ محمد رسول اللہ ایک جملہ اسمیہ ہے جس کے اندر ثبات (اِسٹابلشمنٹ) کا معنی ہوتا ہے۔ فلسفہ کا بیسک اصول یہ ہے کہ "A self contradict statement must be rejected"۔ یعنی ایک ہی چیز میں تضاد قابل قبول نہیں ہے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی کہے کہ میں کھا رہا ہوں اور نہیں بھی کھا رہا ہوں تو آپ اس کو پاگل کہیں گے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص یہ کہے کہ محمد جس کی میں تعریف کرتا ہوں اور مانتا ہوں پھر وہ آپ ﷺ کی گستاخی کرے تو اس کا شمار پاگلوں میں ہو گا۔

اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کی مکمل طور پر حفاظت فرمائی ہے اگر کوئی شخص آپ ﷺ کا نام لے کر برائی کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا ہے اور اگر وہ آپ کا نام نہیں لیتا ہے تو پتہ نہیں وہ کس کی برائی کر رہا ہے۔ ابولہب کی بیوی ام جمیل آپ ﷺ کو کہتی تھی:"**مذمما عصینا وامره ابینا و دینه قلینا**"ترجمہ:"ہم مذمم کی نافرمانی کرتے ہیں اور اس کی بات کا انکار کرتے ہیں اور اس کے دین کو چھوڑتے ہیں۔" آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قریش کی گالی کو مجھ سے پھیر دیا اس نے مذمم نامی آدمی کو گالی دی جبکہ میرا نام محمد ہے

(الراوی: ابو هریرة المصدر: صحیح البخاری:3533)

اللہ تعالی نے آپ ﷺ کے نام کو بہت بلند کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ "

ترجمہ:"ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا مرتبہ بلند کیا۔"(سورۃ الشرح:4/94)

غیر مسلم بھائیوں کی غلط فہمی اور اس کا ازالہ:

آج بہت سارے غیر مسلم حضرات کہتے ہیں کہ اسلام کی پالیسی یہ ہے کہ جو اسلام قبول کرے اسے چھوڑ دیا جائے اور جو قبول نہ کرے اس کے ساتھ جہاد کر کے اسے مار دیا جائے اور یہ لوگ جہاد کا معنی "ہولی وار" سے کرتے ہیں۔ عربی میں اس کا ترجمہ " الحرب المقدسۃ "ہوتا ہے۔ مگر قرآن اور صحیح احادیث میں یہ لفظ اس معنی میں کہیں بھی استعمال نہیں کیا گیا ہے۔ جبکہ "کُرسیڈ وار" جس میں سولہ جنگیں ہوئیں۔ ان کی "ڈِکشنیری" میں ہمیں یہ لفظ ملتا ہے۔ اس لفظ کا اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ لہذا غیر مسلموں کو ختم کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پالیسی نہیں تھی کیونکہ اگر آپ ﷺ کی پالیسی غیر مسلموں کے ختم کرنے کی ہوتی تو آپ ﷺ طائف کے دن ان فرشتوں سے جو انہیں تہس نہس کرنے آئے تھے یہ نہیں کہتے:

"بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهُ، لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا ."

ترجمہ:"نہیں مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشت سے ایسی نسل پیدا کرے گا جو صرف ایک اللہ کی عبادت کریں گی اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرے گی۔"

(الراوی:ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنھا المصدر: صحیح البخاری:3231)

فتحِ مکہ کے موقع پر مکہ میں داخل ہوتے ہوئے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ فرمایا :"الیوم یوم الملحمه الیوم تستحل المحرمة" ترجمہ:" آج تو گوشت اڑانے کا دن ہے اور آج مکہ حلال ہو جائے گا۔" ابو سفیان نے آپ کو اس کی اطلاع دی تو اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: الیوم یوم المرحمۃ یعنی آج رحم و کرم کا دن ہے اور آج کعبہ کی حرمت کی حفاظت کی جائے گی اور کعبہ کو غلاف پہنایا جائے گا۔

(المصدر: فتح الباری　　المحدث: ابن حجر　　رقم الجزء: 8　　رقم الصفحۃ: 9-8)

معلوم ہوا کہ اگر آپ ﷺ کی پالیسی غیر مسلموں کی ختم کرنے کی ہوتی تو آپ ﷺ اس طرح نہ فرماتے بلکہ سب کو قتل کرنے کا حکم دیتے تھے۔ اسی طرح اگر آپ ﷺ کی پالیسی غیر مسلموں کی ختم کرنے کی ہوتی تو آپ ﷺ ان تمام جانی دشمنوں کو معاف نہیں کرتے جنھوں نے مسلسل تیرہ سال آپ کو اور آپ کے صحابہ کو ستایا تھا۔ان دشمنوں میں وہ لوگ بھی تھے جنھوں نے آپ کو مکہ سے نکلنے پر مجبور کیا تھا۔ان میں وہ لوگ بھی تھے جنہوں نے حضرت حمزہ رضی اللہ کو شہید کر دیا تھا۔لیکن آپ نے تمام کو معافی کا پروانہ سنا دیا۔

"یو،ین""یونائیٹیڈ، نیشن" نے "پیس کیپنگ فورس" بنایا ہے۔ تاکہ طاقت کے ذریعہ دنیا میں امن قائم کیا جائے سکے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پوری زندگی 81 غزوات اور سریہ لڑے جن میں مخالفین کے قاتلوں کی تعداد ہزار سے زیادہ نہیں ہے۔ آپ کے تمام غزوات دفاعی تھے آپ نے ان غزوات میں کسی کو گالی نہیں دی کسی معصوم کو قتل نہیں کیا۔ان غزوات کے ذریعہ ظلم بربریت کو ختم کیا، مظلوموں کو ان کا حق دلایا، امن وامان کو قائم کیا۔

اسلام کی جنگیں دفاعی تھیں:

مسلمانوں نے جتنی بھی جنگیں کیں وہ سب دفاعی تھیں۔ دفاعی کاروائی کرنا کوئی جرم نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جہاد کا حکم اس لئے دیا کہ ان پر ظلم کیا جارہا تھا۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ"

ترجمہ:"جن (مسلمانوں) سے (کافر) جنگ کر رہے ہیں انہیں بھی مقابلے کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ وہ مظلوم ہیں۔ بیشک ان کی مدد پر اللہ قادر ہے۔" (سورۃ الحج:39/22)

مثال کے طور پر اگر کوئی آپ کو مار رہا ہے تو آپ اس کو دفاع میں مار سکتے ہیں، یہ کوئی جرم نہیں ہے۔ دنیا کے جتنے بھی ”پینل کوڈس“ ہیں سب میں لکھا ہوا ہے کہ :"اگر کوئی آدمی ”سیلف ڈِفینس کرتے ہوئے سامنے والے کو مار دیتا ہے تو اس کے اوپر کوئی جرم نہیں ہو گا۔"سو اسلام کی جتنی بھی جنگیں ہوئیں وہ سب اسی قسم کی تھیں۔

جنگ بدر کے تعلق سے ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ:

ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ ارشد بھائی جنگِ بدر کے تعلق سے پڑھنے سے ایسا لگتا ہے کہ صحابہ کرام نے آگے بڑھ کر قافلوں کو چھیڑا اور نتیجہ میں جنگِ بدر واقع ہو گئی جب کہ آپ کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے جتنی بھی جنگیں لڑیں وہ دفاعی تھیں؟

میں نے اسکا جواب دیتے ہوئے کہا کہ اگر آپ کسی بھی چیز کا درمیان سے مطالعہ کریں گے تو آپ کو سب حقائق الٹے نظر آئیں گے، اچھا برا اور برا اچھا دکھائی دیگا اگر آپ حالات اور واقعات کا مکمل مطالعہ کریں گے تو معلوم ہو گا کہ یہ جنگ بدر ایک جوابی کاروائی تھی اگر درمیان سے مطالعہ کریں تو یہی سمجھ میں آئے گا کہ مسلمانوں نے آگے بڑھ کر چھیڑا ہے۔

پہلی بات یہ کہ کفارِ مکہ نے نبی کریم ﷺ کو تیرہ سال ستایا اور دوسری بات یہ کہ جو قافلہ تجارت کے غرض سے مدینہ کے پاس سے گزر رہا تھا اس کا مقصد یہ تھا کہ اس تجارتی قافلہ سے جو بھی منافع حاصل ہو گا وہ منافع مسلمانوں کے خلاف استعمال کیا جانے والا تھا جب اس کی اطلاع آپ ﷺ کو ملی تو آپ ﷺ نے اس قافلہ کو روکنے اور ختم کی کوشش کی۔

اسلام کی نظر میں ایک معصوم کا قتل ساری انسانیت کے قتل کے برابر ہے:

امریکہ میں ”ڈِپارٹمنٹ آف آرمی اینڈ جیسٹِس“ ایک بہت بڑا ادارہ ہے جو دہشت گردوں کو پکڑتا ہے۔ اس کے ”ویبسائیٹ“ پر دہشت گردی کے ایک سو ستر 117 ”ڈیفینشنس“ بتائے گئے ہیں

اور ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی معصوم کو مارنا دہشت گردی ہے۔ اس بات کو اسلام بھی تسلیم کرتا ہے اسی لئے اسلام کی نظر میں ایک معصوم کو مارنا سارے انسانوں کو مارنے کے برابر ہے اللہ تعالیٰ فرمایا:

"مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا(۳۲)"

ترجمہ:"اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ لکھ دیا کہ جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد مچانے والا ہو، قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا، اور جو شخص کسی ایک کی جان بچالے، اس نے گویا تمام لوگوں کو زندہ کر دیا اور ان کے پاس ہمارے بہت سے رسول ظاہری دلیلیں لے کر آئے لیکن پھر اس کے بعد بھی ان میں کے اکثر لوگ زمین میں ظلم و زیادتی اور زبردستی کرنے والے ہی رہے۔"(سورۃ المائدۃ:5/32)

مذکورہ آیت میں بتایا گیا ہے کہ ایک معصوم چاہے وہ مسلم ہو یا غیر مسلم کو قتل کرنا ساری انسانیت کو قتل کرنے کے مترادف ہے۔ مذہبِ اسلام کو دہشت گردی کا مذہب قرار دینا سراسر ظلم ہے۔

غیر مسلم معاہد اسلام کی نظر میں:

ہمارا ملک ہندوستان "پلیس آف اگریمنٹ" ہے نہ کہ "پلیس آف وار"۔ ہمارے "کانسیٹیوشن" کے "پِرامبُل" میں لکھا ہوا ہے کہ ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی، آپس میں ہیں بھائی بھائی اور اس پر تمام مذاہب کے نمائندوں نے دستخط کی یہ "پُلورِسٹِک سوسائیٹی" ہے، یہاں ہم یکجہتی کے ساتھ ایک دوسرے سے مل جھل کر رہتے ہیں۔ اور آپ ﷺ چودہ سو سال پہلے ایک غیر مسلم معاہد کے تعلق سے فرمایا:

"مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الجَنَّةِ"

ترجمہ:" جس نے کسی ایسے غیر مسلم کو قتل کیا جس نے اسلامی حکومت سے ایگریمنٹ کیا تو وہ جنت کی خوشبو تک نہیں پائے گا۔"

(الراوی: عبداللہ بن عمرو المصدر: صحیح البخاری:3166)

میں اس اسٹیج کے ذریعہ ہمارے غیر مسلم بھائیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اسلام اور پیغمبرِ اسلام کے تعلق سے جانکاری حاصل کریں اور جو مس کنسیپشن ہے اسے دور کریں۔

اسلام اور پیغمبرِ اسلام پر ہی کیوں حملے کئے گئے؟ ایک تاریخی تجزیہ:

تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ دشمنانِ اسلام نے ہمیشہ اسلام پر مختلف طریقوں سے حملے کرنے کی کوشش کی ہے۔ مسلمانوں کے خلاف جنگیں کی گئیں، ان کے خلاف 60 ہزار سے زیادہ کتابیں لکھی گئیں، کارٹون بنائے گئے ،ہر زمانہ میں اسلام بریکنگ نیوز رہا لیکن اس کے باوجود اسلامی سرحدیں وسیع ہوتی ہوگئیں۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کے دور میں اسلامی حکومت ایشیاء آفریقہ اور یورپ کے ایک بڑے حصے تک پھیلی ہوئی تھی جو آج کے زمانہ کے لحاظ سے تقریبا پچاس ممالک پر مشتمل تھی۔اس کے بعد آٹھویں صدی سے بارہویں صدی تک بنوعباسیہ کا دور تھا تقریبا انہوں نے ۵۰۰ سال تک دنیا کے اکثر علاقوں پر حکومت کئے اور ان کے دور میں فلسفہ کو کافی عروج حاصل ہوا اوراس زمانے میں عقلی اعتبار سے اسلام پر بہت سارے اعتراضات کئے گئے۔ان اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ایک کتاب لکھی جس کا نام "درء تعارض العقل والنقل" ہے۔یہ کتاب 7 جلدوں پر مشتمل ہے اور اس میں انہوں ثابت کیا کہ عقلِ سلیم اور نصوصِ صحیحہ میں کبھی ٹکراؤ نہیں ہوگا۔یہ بڑی اہم کتاب ہے۔ہر داعی کو چاہئے کہ وہ اس کتاب کا مطالعہ کرے۔

۱۴۵۲ء میں یورپ کا "رینے زانس" ہوا۔ڈاوِنسی" بادشاہ نے کہا کہ آج سے سائنسدانوں کو زندہ نہیں جلایا جائے گا۔یورپ میں یہیں سے سائنس کی ابتدا ہوئی اس کے پہلے وہاں سائنسدانوں کو زندہ جلادیا جاتا تھااوروہاں کے لوگ "ڈارک ایجس" میں تھے جبکہ مسلمانوں نے آٹھویں اور نویں صدی میں ہی بہت چیزوں کو ایجاد کرلیا تھااور گیارہویں صدی میں سائنسدانوں کو پروموٹ کیا. ۱۴۲۹ء میں "کولمبَس "امریکہ دریافت کیا۔اس وقت اس کے ہاتھ میں جو میاپ تھا وہ علامہ ادریسی رحمہ اللہ کا بنایا ہوا تھا۔امریکہ پر مسلم سائنسدانوں کے بہت احسانات ہیں ۱۵۰۵ ء میں "آکسفوڑکیامرِج" کی بنیادرکھی گئی۔۱۷۷۷ء کے بعد امریکہ آزاد ہوا۔ مسلمان اس وقت دوسروں سے بہت اڈوانس تھے ۔پندرہویں صدی سے بیسویں صدی تک ہر چیز سائنس کی نظر سے دیکھی جانے لگی۔اٹھارہویں اورانیسویں صدی میں بہت سی چیزیں جیسے:لائٹ،آئی فون وغیرہ ایجاد کی گئیں
۔

1912سے 1945 تک یہ وہ دور ہے جس میں پہلی اور دوسری جنگ عظیم Frist Word War and Second World War رونماہوئی تھی،یہ تاریخ کی سب سے بڑی دہشت گردی تھی،اور گینیز بک آف ورلڈ Guinness book of world میں بھی یہ ریکارڈ ہے کہ اب تک کی دنیا کی سب سے بڑی دہشت گردی یہی پہلی اور دوسری جنگ عظیم Frist Word War and Second World War تھی۔ اس میں 7 کروڑ معصوم لوگ مارے گئے ۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا شکرہے کہ اتنے بڑے حادثہ میں مسلمانوں کا کوئی ہاتھ نہیں رہا اور ان دوجنگوں میں شریک ہونے والے ممالک کی تعداد 102 تھی، لیکن مسلمانوں کا ایک ملک بھی اس میں شامل نہیں تھا۔البتہ دو ممالک جورڈن اور ترکی دوستی یا Alliance کو نبھانے کے لئے برائے نام شریک تھے۔ان کے علاوہ بقیہ 100 ممالک سب کے سب غیر مسلمین کے تھے۔۔۱۹۴۵ء کے بعد سے ۱۹۴۷ء کے درمیان ایک "یونائیڈ، نیشن چارٹ" تیار ہوا۔اس کے بعد ان جنگوں کا خاتمہ ہوا۔

پہلی جنگ اور دوسری جنگ عظیم Frist Word War and Second World War کی دہشت گردی کے اتنے بڑے حادثہ کو چھپانے کے لئے ایک بہت بڑی چال چلی گئی، کیونکہ سات کروڑ مارے گئے تھے اور جو لوگ بچ گئے ان میں سے بہت سے لوگ اپاہج ہو چکے تھے، کسی کی آنکھ پھوٹی تھی کسی کا پیر کٹ گیا تھا، کوئی بڑی بیماریوں میں مبتلا تھا، یورپ اور امریکہ میں یتیم خانوں اور اولڈ ایج ہومز Old age Homes کی کثرت ہو چکی تھی، اور کئی عورتیں بیوہ ہو گئیں غرض ہر طرف غم کی لہر دوڑ گئی تھی۔ یہ سب نئی ٹکنالوجی کی غلط استعمال تھا۔ دراصل انہیں نہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا خوف تھا اور نہ آخرت کا تصور تھا نتیجہ میں جدید ٹکنالوجی کا غلط استعمال کیا گیا۔ اور اس کے بعد لوگوں کو جنگ سے ہیبت طاری ہونے لگی اور لوگوں کے ذہن بدل گئے۔ لوگ جنگ سے نفرت اور امن کے خواہاں ہو گئے اور اس کے لئے بڑے بڑے ادارے وجود میں آئے جیسے U.N اور Human Writes وغیرہ اور ہر خاص وعام کے زبان پر انسانیت اور ہمدردی کی باتیں ہونے لگیں، اور اس وقت Fundamental Writes اور Freedom of Expression وغیرہ کی باتیں زور وشور پر ہونے لگیں۔ میڈیا کے بعض گوشوں نے یہ دیکھا کہ پوری دنیا امن چاہ رہی ہے، حقیقی امن تو اسلام میں ہے اسلام کے معنی بھی امن وسلامتی Peace کے ہیں اس بات کو وہ اچھی طرح جانتے تھے، انھوں نے یہ سوچا کہ یہ یورپ اور امریکہ کے لوگ کہیں اسلام قبول نہ کرلیں۔

اس طرح انہوں نے پہلی اور دوسری جنگ عظیم Frist Word War and Second World War کے حادثہ کو چھپانے کے لئے اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے لوگوں میں غلط فہمیاں ڈالنا شروع کردیں۔ اور عام لوگوں سے کہا گیا کہ مسلمان اگلی جنگ کے لئے خطرہ ہوسکتے ہیں، لوگوں نے وجہ پوچھی تو انھوں نے بتایا کہ ان کے قرآن مجید میں جہاد کا لفظ آیا ہے اور اس کے ذریعہ انہیں ہر غیر مسلم کے خلاف لڑنا سکھایا جاتا ہے، اور اس جہاد کو انھوں نے انگریزی میں Holy War کہا، اور تقریبا 60 ہزار کتابیں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف لکھی گئیں، گذشتہ دس سالوں میں اسلام اور

مسلمانوں کے خلاف 30 فلمیں بنائی گئیں۔ آج بھی وہاں کے چھوٹے معصوم بچوں کو ٹکنالوجی، الکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعہ سے پروگرامنگ کی جارہی ہے، خود ہندوستان کے اندر ایسے معصوم لوگ موجود ہیں جو اسلام اور مسلمانوں کو چاہتے ہیں لیکن میڈیا کے ذریعہ ان کے دماغوں میں مسلمانوں کے خلاف زہر بھرا جارہا ہے۔

اڈورسیس جو کہ اورنٹلیسٹس orientalists کا سردار ہے وہ ااپنی کتاب صفحہ نمبر ۴۹ سے ۵۹ میں لکھتا ہے ۱۸۰۰ ء سے ۱۹۵۰ ء تک 60 ہزار کتابیں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف لکھی گئیں۔ آپ ﷺ کے خلاف ۱۰۸ کتابیں لکھی گئیں۔ ۱۹۵۰ ء کے بعد کتابوں کے چھاپنے کا دور تھا۔ ان کتابوں کو اخباروں میں ڈھالا گیا اور آج جو فلمیں اور کارٹونس بنائی جارہی ہیں یہ وہی پرانا زہر جس کو ان کے آباءواجداد کتابوں اوراخباروں کی شکل میں محفوظ کر گئے ہیں۔

اسی طرح چند سال قبل ”ڈبلیو، ٹی، سی“ کا واقعہ پیش آیا لوگوں کے ذہنوں میں اسلام کے خلاف غلط فہمیاں پیدا کی گئیں۔

الحمد للہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا شکر ہے کہ آج مسلمان میڈیا میں قدم رکھ رہے ہیں۔ اگر پہلے ہی اس میں قدم رکھتے تو آج اسلام اور پیغمبرِ اسلام کے تعلق سے لوگوں میں اتنی غلط فہمیاں نہیں رہتی تھیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم حسبِ استطاعت اسلام اور پیغمبرِ اسلام کے تعلق سے لوگوں میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کو دور کرنے کوشش کریں۔

اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا:

آج بہت غیر مسلم حضرات کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے ”سی، اے، آئی، آر، کے“ یعنی ”سنٹر، آف امریکہ اینڈ اسلامک ری لیشن ڈِپارٹمنٹ“ یہ امریکہ اور

عرب ممالک کے ملنے کی ایک "ایمبیسی کی طرح" ہے۔ اس کی رپورٹ کے مطابق امریکہ میں پیش آئے "ڈبلیو، ٹی، سی" "نائن لیون" کے واقعہ سے ۲۰۰۸ء تک امریکہ کے ۳۴ ہزار لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا کیونکہ امریکہ میں تلوار دکھا کر کسی کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کرنا ناممکن ہے۔ لوگوں نے اسلام کو اس کی حقانیت کی بنیاد پر قبول کیا ہے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ اسلام کے خلاف جتنا زیادہ پروپگنڈہ کیا گیا اتنا ہی اسلام لوگوں میں مقبول ہوا۔ جتنا اسے دبانے کی کوشش کی گئی اتنا ہی وہ ابھرتا گیا۔ تاتاریوں نے مسلمانوں کی اینٹ سے اینٹ بجادی تھی لیکن بعد میں وہی اسلام اور اہلِ اسلام کے محافظ بن گئے۔ علامہ اقبال نے فرمایا ہے:

ہے عیاں یورشِ تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

فرعون نے اہلِ اسلام پر بہت ڈھایا لیکن اسی کی بیوی نے کلمۂ توحید کا اقرار کر لیا۔ کفارِ قریش نے آپ ﷺ اور صحابہ کرام کو بہت ستایا لیکن بعد میں ان کے سردار جیسے: حضرت ابوسفیان، حضرتِ خالد بن ولید، عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم وغیرہ اسلام کی اشاعت کا سبب بنے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی ابھرے گا جتنا کہ تم اس کو دباؤ گے
نہ گھبراؤ مسلمانوں خدا کی شان باقی ہے
ابھی اسلام زندہ ہے ابھی ایمان باقی ہے۔

ہمیں تاریخ کے تجزیہ سے پتہ چلا کہ اسلام اور پیغمبرِ اسلام پر جنگوں، کارٹونس اور فلموں وغیرہ کے ذریعہ جو حملے ہوئے اس کا اہم سبب لوگوں میں اسلام کی مقبولیت کا خدشہ تھا کہ لوگ اسلامی

تعلیمات سے متاثر ہو کر کہیں اسے قبول نہ کر لیں۔ ایسے میں ہماری یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم اسلام کے پیغامِ رحمت کو اپنی حد تک محدود نہ رکھیں بلکہ اسے ان لوگوں تک پہنچائیں جو اس سے ناواقف ہیں ۔

ایک مسلمان کبھی بھی "سیلف فِش selfish" اور خود غرض نہیں ہو سکتا ہے۔ "شیرنگ، اِز، دا، کیرِنگ sharing is the caring" یعنی کہ اگر آپ کسی کا "کیر care" کرتے ہیں تو اسے آپ اچھی چیزیں "شیر share" کریں۔ اگر ہمیں اسلام کے بدلہ میں جنت ملتی ہے تو ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے غیر مسلم بھائیوں کو اسلام کے تعلق سے جانکاری دیں اور انہیں بھی اپنے ساتھ جنت میں لے جانے کی کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابلِ قبول دین دینِ اسلام ہے :

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پاس قابلِ قبول مذہب اسلام ہی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ (٨٥)"

ترجمہ:"جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے، اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہو گا۔" (سورۃ آل عمران:85/3)

لہٰذا ہماری ذمہ داری اسلام "کنوے convey" کرنا ہے لوگوں کو "کنوینس convince" کرنا نہیں ہے۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورۂ بقرۃ سورۃ نمبر ٢ کی آیت نمبر ٢٥٦ میں ارشاد فرمایا:

"لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ "

ترجمہ:"دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں۔"(سورۃ البقرۃ:256/2)

آخر میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مجھے اور آپ سب کو اسلام کا سچا داعی بنائے اسلام اور پیغمبرِ اسلام کا محافظ بنائے اور اس تعلق سے جو کچھ ہم سے کوتاہی ہوئی اسے درگزر فرمائے آمین۔

محمد ﷺ کا عالمی، دعوتی مشن ساری انسانیت کے لیے رحمت

عناصرِ خطبہ

تمہید

موضوع کو انتخاب کرنے کے دو اہم وجوہات

میدانِ دعوت میں محنت اور وسائل کو اپنانا ضروری ہے

آپ ﷺ کی میدانِ دعوت میں محنت اور اس کا نتیجہ

مکی دور کی ابتداء میں آپ ﷺ کی جدوجہد

مکے کے بازاروں میں لوگوں کو دین کی دعوت

تبلیغِ اسلام کے لئے طائف کا رخ

مدینہ میں اسلام کی کرن

مدنی دور میں آپ ﷺ کی جدوجہد

صلح حدیبیہ کے بعد خطوط کے ذریعہ بادشاہوں اور امراء کو دعوتِ اسلام

پہلا خط: ہرقل (ایسٹن رومن ایمپئیر) کے نام

دوسرا خط: شاہِ حبشہ اصحمہ (ایتھوپین ڈائناسٹ) کے نام

تیسرا خط: شاہِ فارس کسری (پرشن ڈائناسٹک) کے نام

وفود کو اسلام کی دعوت

قرآنِ مجید ساری انسانیت کے لئے ہے

نبی کریم سارے جہاں والوں کے لئے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں

سابقہ آسمانی کتابوں میں آپ ﷺ کی پیشن گوئیاں

قرآنِ مجید اللہ ہی کا کلام ہے سائنس کی روشنی میں

دینِ اسلام کی خاطر صحابہ کرام کا مختلف ممالک میں پھیل جانا

تمہید:

میں سب سے پہلے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا شکر بجالاتا ہوں، اس کے بعد بے پایاں درود وسلام ہو محمد ﷺ پر جنہیں اللہ تعالیٰ نے ساری انسانیت کا نجات دہندہ بنا کر بھیجا۔ آج میں جس عنوان کے تحت آپ کے سامنے گفتگو کرنے جارہا ہوں وہ "محمد ﷺ کا عالمی، دعوتی مشن ساری انسانیت کے لیے رحمت" ہے۔

{The Prophet Mohammed ﷺ

his life, his Global Dawah mission for Peace}

حضرت محمد ﷺ صرف عرب کے لیے "مسینجر messenger" بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سارے عالموں کے لئے تاقیامت رسول بنا کر بھیجا ہے اور آپ ﷺ نے اپنی دعوتی مشن اور تبلیغ ورسالت کے لئے بہترین "مینیجمنٹ اِسکلس management skills"

اور ”ہیومن ریسورس human resources“ استعمال کیا تھا۔چونکہ آج کا زمانہ ”انفرمیشن ٹکنالوجی information technology“ اور ”گلوبزیشن globalization“ کا زمانہ ہے، جس میں الکٹرانک طاقت نے پوری دنیا کو ایک چھوٹے گاؤں میں تبدیل کر دیا ہے، جس کی وجہ سے آج کسی بھی مسئلہ پر کسی خطے، شہر یا ملک کو بنیاد بنا کر بات نہیں کی جاسکتی بلکہ اس مسئلہ پر عالمی طور پر بات کرنا چاہئے یعنی اس مسئلہ کے حل کے لئے ایک ایسا سسٹم اپنانے کی کوشش کی جانی چاہئے جس سے ساری دنیا کے مسائل حل ہوجائیں ۔ مختصراً یہ کہ آج دنیا ”گلوبل وامنگ global warming“ ”ہیومن رائٹس human rights“ ”ریشنل ڈِسکریمینیش rational discrimnination“ ”وِمنس رائٹس women rights“ ”ریسے شن recession“ ”اِنفلیشن inflation“ ”کرِڈِٹ کرنچ“ وغیرہ کے مسائل ”گلوبل لیول“ پر ہی حل کرنا چاہتی ہے۔

ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آج سے چودہ سو سال پہلے اللہ تعالیٰ نے پوری دنیا کے لیے قرآن کی شکل میں ایک ”گلوبل اِنسٹر یکشن میانوَل global instruction manual“ نازل کیا اور حضرتِ محمد مصطفیٰ ﷺ ”گلوبل سولیوشن پُرووائڈر global solution provider“ بن کر آئے تھے۔اس چیز کو دنیا والوں کے سامنے ثابت کرنا ہمارے لئے اشد ضروری ہے۔

موضوع کو انتخاب کرنے کے دو اہم وجوہات:

میرا اس موضوع یعنی ”محمد ﷺ کا عالمی، دعوتی مشن ساری انسانیت کے لئے رحمت“ کو انتخاب کرنے کی دو اہم بنیادی وجوہات ہیں:

پہلی وجہ یہ کہ ہم مسلمانوں کو پتہ چلے کہ آپ ﷺ مکہ سے اٹھ کر عالمی طور پر کس طرح دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دیا اور کن رسورسس کا استعمال کیا۔اور ہم بھی اس سنتِ مبارکہ کو اپناتے

ہوئے اپنے گھر والوں، پڑوسیوں، محلے والوں، شہر والوں اور اپنی کپاسٹی کے مطابق ساری دنیا والوں میں تعارف اسلام کا کام انجام دینے کی کوشش کریں۔

دوسری وجہ یہ کہ بہت سارے غیر مسلم بھائی یہ سمجھتے ہیں کہ حضرتِ محمد ﷺ صرف مسلمانوں کے نبی ہیں، ایسے میں ہماری یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم انہیں بتائیں کہ آپ ﷺ جس طرح مسلمانوں کے نبی ہیں اسی طرح ہندوستان میں رہنے والے "راجو" اور "رامو" اور "روم" اور "یورپ" میں رہنے والے "جان پال" وغیرہ کے بھی نبی ہیں۔

میدان دعوت میں محنت اور وسائل کو اپنانا ضروری ہے:

آپ ﷺ نے اپنی زندگی میں کبھی یورپ, آفریقہ اور ہندوستان کا دورہ نہیں کیا جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بطورِ معجزہ براق کے ذریعہ معراج کے موقعہ پر ساتوں آسمانوں کی سیر کروایا، دعوت کے فریضہ کو انجام دینے کے لئے نہ "بُراق" جیسی سواری دی گئی اور نہ ہی اس طرح کے دوسرے وسائل دیئے گئے لیکن آپ ﷺ نے میدانِ دعوت میں ایک عام انسان کی طرح محنت کیا ، مینیجمنٹ اسکلس اوراویلیبل ریسورسس کا استعمال کیا۔

آپ ﷺ نے ایک تحقیق کے مطابق ۹۹ غیر مسلم بادشاہوں اور حکمرانوں کے نام دعوتی خطوط لکھا۔ اور ان میں ۲۰ بادشاہوں اور حکمرانوں نے اسلام قبول کیا۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کے زمانے میں عرب مختلف قبیلوں میں منقسم تھے تقریبا ۲۰۰ قبیلے اپنے سرداروں کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہوگئے تھے۔ یہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ کا بہت بڑا "اچیومنٹ" تھا۔

میدانِ دعوت میں آپ ﷺ کی محنت اور اس کا نتیجہ

مکی دور کے ابتداء میں آپ ﷺ کی جدوجہد:

حضرتِ محمد ﷺ آج سے تقریباً چودہ سو سال پہلے مکہ مکرمہ کے اندر پیدا ہوئے اور جب آپ ﷺ چالیس سال کے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نبوت سے سرفراز کیا۔ نبوت کے بعد ۱۳ سال تک آپ ﷺ مکہ ہی میں دعوت و تبلیغ کا کام انجام دیتے رہے۔

مکی دور کے ابتداء میں نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں لوگوں کو دین کی دعوت دینے کے لئے بنفسِ نفیس ہر قبیلے و خاندان تک پہنچے، جیسا کہ ڈاکٹر اکرم ضیاء العَمری نے اپنی کتاب " صحیح السیرۃ النبویۃ" میں فرماتے ہیں کہ: " آپ ﷺ دینِ اسلام کی دعوت کے لئے مکے کے ہر ہر گھر کو دستک دی، ابتداء میں پانچ لوگ مسلمان ہوئے۔ آہستہ آہستہ یہ تعداد بڑھتی گئی، اہلِ عرب چونکہ جاہل اور بدو تھے وہ مختلف قبیلوں میں منقسم تھے، ہر قبیلہ اپنے آپکو دوسروں سے بڑا سمجھتا تھا، زندگی گزارنے کے لئے کسی ایک سسٹم کو اپنانا ان کی فطرت کے خلاف تھا اسی لئے مکی زندگی میں آپ کا اکثر وقت انہی کی اصلاح میں گزرا جس کی وجہ سے آپ ﷺ اس دوران دوسری سلطنتیں جیسے ایران روم وغیرہ پر توجہ نہ دے پائے۔

مکے کے بازاروں میں لوگوں کو دین کی دعوت:

نبی کریم ﷺ کے زمانے میں مکے میں تین بڑے "انٹرنیشنل مالس international malls" تھے جن کا نام سوقِ حجاز، سوقِ عکاظ، سوقِ المِجنہ ہے ۔ موسمِ حج میں لوگ دنیا کے کونے کونے سے یہاں آتے تھے۔ آپ ﷺ ان اسواق میں جاتے اور لوگوں کو دین کی دعوت دیتے تھے ۔ ان اسواق (بازاروں) میں شعر و شاعری کی محفلیں قائم ہوتی تھیں آپ ﷺ ان محفلوں میں بھی جاتے اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے تھے۔

تبلیغِ اسلام کے لئے طائف کا رخ:

نبوت کے بعد نبی اکرم ﷺ نے اسلام کے پیغام کو لوگوں تک پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کی ۔مکہ میں جب بھی اور جہاں بھی موقع ملتا آپ ﷺ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے تھے لیکن اکثر نے آپ ﷺ کی دعوت کو قبول کرنے کے بجائے آپ ﷺ کو تکلیف دینا شروع کیا تو آپ ﷺ مکے والوں سے مایوس ہو کر طائف کا رخ کیا یہ سوچ کر کہ شاید وہاں کے لوگ آپ کی بات مانیں گے ۔اس وقت آپ کی عمر 51 سے 53 کے درمیان تھی اور ہمارے ہندوستان میں یہ ریٹائرڈ Retired ہونے کی عمر ہے لیکن نبی اکرم ﷺ نے اسی عمر میں کام شروع کیا، اسی عمر میں مکے کے دور دراز بازاروں اور گلیوں میں جا کر اسلام کی دعوت دینا شروع کی اور جب مدینہ آئے تو آپ کی عمر اور بڑھ چکی تھی نبی اکرم ﷺ نے 81 جنگیں لڑیں۔ اندازہ لگائیے کہ آپ ﷺ کا کیا مینجمنٹ تھا اور کیسی محنت تھی۔ وہ بوڑھاپا آج ہماری جوانیوں کو چیلنج کر رہا ہے کہ کیا ہماری جوانیاں اسلام کے لئے وقف ہیں؟ کیا ہماری توانائیاں، قابلیتیں اور وسائل اسلام کی نشرواشاعت کے لئے تیار ہیں؟ بہر کیف آپ ﷺ اپنے خادم زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ساتھ طائف جاتے ہیں۔ آپ ﷺ چاہتے تو گروپ کو ساتھ لے جاسکتے تھے لیکن آپ نے اس طرح نہیں کیا تا کہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ آپ ﷺ حملہ کرنے کی نیت سے آئے ہیں، دعوت کا کام ڈسٹرب نہ ہو جائے اس وجہ سے آپ حضرت زید کے ساتھ اکیلے ہی چل پڑے، مورخین کہتے ہیں کہ اس وقت سخت دھوپ تھی اور طائف کا پہاڑ پانچ ہزار فٹ کی اونچائی پر ہے اور وہ نوکیلے پتھروں سے بھرا ہے، مکہ سے طائف کے درمیان کا فاصلہ 87 کلومیٹر ہے۔ آپ ﷺ ساری صعوبتوں کو برداشت کر کے جب وہاں پر پہونچے تو وہاں کے سرداروں نے طائف کے پاگل اور اوباش لوگوں کو آپ ﷺ کے پیچھے لگا دیا۔ان بدمعاشوں نے نبی اکرم ﷺ پر اتنے پتھر برسائے کہ سارا جسم خون سے لہولہان ہو گیا۔

نبی اکرم ﷺ کی پوری زندگی میں آپ کے جسم اطہر پر سولہ مرتبہ حملے ہوئے اور ان حملوں میں سب سے زیادہ تکلیف دہ حملہ طائف کا حملہ تھا، جوانی کی حالت میں اگر جسم پر کوئی زخم لگتا ہے تو

زخم کو مندمل ہونے اور بھرنے میں زیادہ دیر نہیں لگتی لیکن ایک بوڑھے جسم پر جب زخم لگتا ہے تو اس کو سوکھنے میں کافی وقت لگ جاتا ہے۔اس حملے کی وجہ سے جو خون نکلا اور جسم پر جو زخم آئے نہ جانے کتنی راتیں آپ ﷺ نے تکلیف سے گزاریں۔وہ تکلیف کی راتیں آج ہمیں کہہ رہی ہیں کہ اے مسلمانو! اسلام کے تعلق سے سیریس Serious ہو جاؤ اسلام پر خود بھی عمل کرو اور اس پیغام کو دوسروں تک پہنچاؤ۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے:

عن عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ، أَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : هَلْ أَتَى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ مِنْ يَوْمِ أُحُدٍ ؟ قَالَ : " لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكِ مَا لَقِيتُ، وَكَانَ أَشَدَّ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ، إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِي إِلَى مَا أَرَدْتُ، فَانْطَلَقْتُ وَأَنَا مَهْمُومٌ عَلَى وَجْهِي، فَلَمْ أَسْتَفِقْ إِلَّا وَأَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ أَظَلَّتْنِي، فَنَظَرْتُ فَإِذَا فِيهَا جِبْرِيلُ، فَنَادَانِي فَقَالَ : إِنَّ اللَّهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ، وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَأْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ. فَنَادَانِي مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ : يَا مُحَمَّدُ. فَقَالَ : ذَلِكَ فِيمَا شِئْتَ، إِنْ شِئْتَ أَنْ أُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْأَخْشَبَيْنِ ". فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ وَحْدَهُ، لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا ".

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ : کیا آپ پر کوئی دن احد کے دن سے زیادہ سخت گزرا ہے ؟اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری قوم نے مجھے بہت زیادہ تکلیف دی ہے لیکن ان میں عقبہ کا دن مجھ پر بہت زیادہ سخت تھا۔ یہ وہ موقعہ تھا جب کہ میں طائف کے سردار کنانہ بن عبد یالیل بن عبد کلال کے پاس پہنچا لیکن وہ میری بات نہیں مانا پھر میں وہاں سے مایوس ہو کر قرن الثعالب پہنچا تو وہاں مجھے کچھ ہوش آیا اور میں سر اٹھا کر دیکھا تو بادل کا ایک ٹکڑا میرے اوپر سایہ کئے ہوئے تھا جس میں جبرئیل علیہ السلام تھے انہوں نے

مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے بارے میں آپ کی قوم کی باتیں سن چکا ہے اور جو انہوں نے رد کیا وہ بھی سن چکا ہے آپ کے پاس اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے فرشتہ کو بھیجا ہے آپ انکے بارے میں اسے جو چاہیں حکم دیں۔ اس کے بعد مجھے پہاڑوں کے فرشتہ نے آواز دی، سلام کیا اور کہا اے محمد ﷺ اگر آپ چاہیں تو میں ان طائف والوں کو اخشبین یعنی دو پہاڑوں کے درمیان پیس دوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشت سے ایسی نسل پیدا کرے گا جو صرف ایک اللہ کی عبادت کرے گی اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرے گی۔

(الراوی: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنھا المصدر: صحیح البخاری: 3231)

طائف میں دو قبیلے رہا کرتے تھے ایک بنو ثقیف اور دوسرا بنو ہوازن۔ محمد بن قاسم الثقفی رحمۃ اللہ علیہ طائف کے قبیلہء بنو ثقیف سے تعلق رکھتے تھے جن کے ذریعے ہندوستان، پاکستان، افغانستان میں اسلام پھیلا یہ اللہ کے رسول کی دعا کا نتیجہ تھا کیونکہ اگر اللہ کے رسول ﷺ طائف والوں پر اس دن بد دعا کرتے تو شاید آج ہم اسلام کی نعمت سے محروم رہتے تھے۔

مدینہ میں اسلام کی کرن:

مکی دور کے اواخر میں مدینہ سے مختلف وفود آپ ﷺ کے پاس موسمِ حج میں آئے تو آپ ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور یہ لوگ مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ آپ ﷺ ان کے ساتھ مدینہ میں دعوت و تبلیغ کا کام انجام دینے اور مسلمانوں کی دینی تربیت کی خاطر حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور مدینہ میں موجود مسلمانوں کی محنتوں سے اسلام مدینہ کے ہر گھر تک پہنچا اور اکثر لوگ مسلمان ہو گئے بہر کیف نبی کریم ﷺ صبر کی تلوار کے ذریعہ طائف، معافی کے اعلان ذریعہ مکہ، اور دعوت و تبلیغ کے ذریعہ مدینہ کو فتح کیا۔

مدنی دور میں آپ ﷺ کی جد جہد:

تیرہ سال کے بعد آپ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور جب آپ ﷺ مدینہ آئے تو تقریباً چھ سال تک وہاں جنگوں میں مصروف رہے۔ سن دو ہجری میں مسلمانوں کی تعداد عورتوں اور کمزوروں کے علاوہ تین سو سے کچھ زائد تھی کیونکہ جنگ بدر میں شریک ہونے والے صحابہ کی تعداد تین سو تیرہ تھی۔ سن تین ہجری میں مسلمانوں کی تعداد عورتوں کمزوروں اور منافقین کے علاوہ سات سو سے کچھ زائد تھی کیونکہ جنگِ احد میں شریک ہونے والوں کی تعداد سات سو تھی۔ سن پانچ ہجری میں مسلمانوں کی تعداد عورتوں اور کمزوروں کے علاوہ تین ہزار سے کچھ زائد تھی۔

صلح حدیبیہ کے بعد خطوط کے ذریعہ بادشاہوں اور امراء کو دعوتِ اسلام:

سن ٦ ہجری میں صلحِ حدیبیہ کی وجہ سے عرب میں جنگ کا ماحول ختم ہو چکا تھا اور ہر طرف امن وامان کی فضا قائم ہوگئی تھی۔ آپ ﷺ نے پوری توجہ دعوت و تبلیغ پر مرکوز کردی جس کی وجہ سے لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے لیکن اس کے باوجود نبی اکرم ﷺ ہماری طرح ہاتھ پر ہاتھ دھرے آرام سے نہیں بیٹھے بلکہ آپ ﷺ نے اس ماحول کا پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس وقت کے بادشاہوں کے نام خطوط لکھے اور انہیں اسلام کی طرف دعوت دی۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے 20 سے 30 خطوط جمع کئے ہیں اور بعض مورخین نے 99 خطوط کو جمع کیا ہے۔ ایک خط بھیجنے کے لئے اس زمانے میں کافی تکلیف ہوتی تھی۔ نبی اکرم ﷺ کو لکھنا نہیں آتا تھا تو آپ ﷺ نے لکھنے والوں کی مدد لی، ہماری طرح بہانے بنا کر نہیں بیٹھ گئے۔

لہذا اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ ساری انسانیت جہنم سے بچے تو آپ کو اسلام اور توحید کے تعلق سے معلومات حاصل کرنا ہوگا اور اس کو لوگوں تک پہونچانا ہوگا اور اس کے لئے کافی محنت کرنی پڑے گی۔ نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام کو جب خطوط کے ساتھ بادشاہوں کی طرف روانہ ہونے کو کہتے تو وہ بلا چوں وچرا کے تیار ہوجاتے تھے اور جہاں نبی اکرم ﷺ حکم دیتے وہاں خط پہونچا دیتے تھے۔

کسی صحابی نے کوئی بہانا نہیں بنایا، اپنی گھروں کے سلسلے میں کوئی شکایت نہیں کی کہ اگر میں جاؤں گا تو میرا گھر کیسے چلے گا؟ میرے بچے کیا کھائیں گے؟ بلکہ انھوں نے اپنے گھر کی بھی ایسی تربیت کی تھی کہ وہ بھی دین کے لئے ہر چیز کی قربانی دینے کے لئے تیار تھے۔

میں آپ کے سامنے صرف ایک خط کا واقعہ سناتا ہوں، آپ کو اس سے اندازہ ہو جائے گا کہ انھوں نے دین کے لئے کس قدر محنت کی تھی۔

مقوقس جو ایلگزانڈریا (جس کو آج اسکندریہ کہاجاتا تھا) کا بادشاہ تھا ۔ یہ علاقہ مصر میں پایاجاتاہے اور مدینہ سے یہ تقریبا1000 ایک ہزار کلو میٹر دوری پر ہے۔ جس صحابی کو یہ کام سونپا گیا تھا وہ کہتے ہیں کہ میں اس خط کو لیااور چل پڑا، راستے میں ایک سمندر پڑتا تھا جس کو بحیرہ احمر کہا جاتا ہے، صحابی کہتے ہیں کہ میں صرف نبی اکرم ﷺ کے اس خط کو پہونچانے کے لئے کشتی چلانا سیکھا۔ اس صحابی نے نہ صرف کشتی چلانا سیکھا بلکہ مصر کی قبطی زبان بھی سیکھ لی بالآخر نبی اکرم ﷺ کا پیغام اس بادشاہ تک پہونچادیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک مسلمان کے لئے اسلام پر عمل کرنے اور اس کے پیغام کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے کافی محنت کرنی پڑتی ہے۔ کسی شاعر نے کہا:

یہ شہادت گہِ الفت میں قدم رکھنا ہے　　　لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

آج کچھ "اورنٹلسٹ orentilists" کہتے ہیں کہ چمڑے کی شکل میں انٹرنیٹ پر آپ ﷺ کے جو خطوط موجود ہیں وہ سب فیک ہیں۔ ہم مسلمان بھی انٹرنیٹ پر موجود خطوط کو نہیں مانتے ہم ان خطوط کو مانتے ہیں جو قدیم تاریخی کتابوں میں ہمارے محدثین ومؤرخین نے جن کو محفوظ کر رکھا ہے ۔الغرض نبی کریم ﷺ نے مختلف بادشاہوں اور حکمرانوں کے نام بہت سے خطوط روانہ کئے لیکن میں ان میں صرف تین خطوط کا تذکرہ آپ کے سامنے کروں گا۔

پہلا خط: ہرقل (ایسٹن رومن ایمپئیر) کے نام:

نبی کریم ﷺ نے ایک خط ہر قل یعنی "ایسٹن رومن ایمپیر" کے نام روانہ کیا، اس نے آپ کے خط کو پڑھا لیکن وہ اپنی رعایا کے بغاوت کی ڈر سے اسلام قبول کر نہ سکا۔ اس زمانے کا رومن آج ۳۳ ممالک میں منقسم ہے۔ ان ۳۳ ممالک میں فرانس، جرمنی، اٹلی، ٹرکی، سیریا، رشیا، لیبیا، اسپین وغیرہ ہیں ۔ آج ان ۳۳ ممالک میں ۹۸ کروڑ مسلمان پائے جاتے ہیں۔

دوسرا خط: شاہِ حبشہ (ایتھوپین ڈائناسٹ) کے نام:

نبی کریم ﷺ نے ایک خط شاہِ حبشہ نجاشی کے نام روانہ کیا۔ نجاشی آپ ﷺ کا خط پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا اس کا انتقال ۹ ہجری میں ہوا۔ اس کے بعد دوسرا بادشاہ تخت پر براجمان ہو اآپ ﷺ نے اس کے طرف بھی ایک خط روانہ کیا ۔ موجودہ دور کے سات ممالک جیسے "یڈِ ٹیریا، رومان، سوڈان اور یمن" وغیرہ اس زمانے میں ایتھوپیا کے ماتحتی میں تھے، آج الحمدللہ ان ممالک میں ۱۷ کروڑ مسلمان پائے جاتے ہیں۔

تیسرا خط: شاہِ فارس کسریٰ (پرشن ڈائناسٹی) کے نام:

نبی کریم ﷺ نے ایک خط کسریٰ ("پرشَن ڈائناسٹِی") کے نام روانہ کیا۔ شاہِ کسریٰ نے تکبر اور حسد کی وجہ سے آپ ﷺ کا خط پھاڑ دیا تھا اور کہا کہ "میری رعایا میں سے ایک حقیر غلام اپنا نام مجھ سے پہلے لکھتا ہے۔" جب آپ ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے اس پر بددعا کرتے ہوئے فرمایا:" اللہ اس کی حکومت پارہ پارہ کر دے۔" جیسا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"بَعَثَ بِكِتَابِهِ رَجُلًا وَأَمَرَهُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ البَحْرَيْنِ فَدَفَعَهُ عَظِيمُ البَحْرَيْنِ إِلَى كِسْرَى، فَلَمَّا قَرَأَهُ مَزَّقَهُ: فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أَنْ يُمَزَّقُوا كُلَّ مُمَزَّقٍ»

ترجمہ:"رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو خط دیکھ کر بھیجا تاکہ وہ حاکم بحرین کو دے حاکمِ بحرین نے وہ خط کسری کو دیا۔ کسری نے اس کو پڑھ کر پھاڑ دیا پھر اللہ کے رسول ﷺ نے اس پر بدعا کی کہ وہ بھی تار تار ہو جائے۔

(الراوی:عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما المصدر: صحیح البخاری:64)

پھر اس کے بعد آپ ﷺ نے جیسا کہا تھا ویسے ہی ہوا، کسری نے یمن کے گورنر باذان کو خط لکھا کہ وہ چند قاصدوں کو آپ ﷺ کے پاس بھیجے تاکہ وہ آپ ﷺ کو پکڑ کر کسری کے دربار میں حاضر کریں ۔جب وہ آپ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے ان سے کہا کہ جاکر اپنے رب کی خبر لو تمہارے رب کو میرے رب نے مار دیا ہے۔ ان قاصدوں نے اس بات کی اطلاع باذان کو دی اور چند دنوں کے بعد باذان کو معلوم ہوا کہ واقعی کسری کے بیٹے نے اپنے باپ کو قتل کر دیا ہے، اس واقعہ کے بعد باذان اور اس کے ساتھی اسلام میں داخل ہو گئے۔ اس طرح کی مدد ہمیں آج بھی مل سکتی ہے اس طرح کی کرامت ہمارے ساتھ بھی پیش آسکتی ہے شرط یہ ہے کہ ہم دین کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیں۔

اس زمانے میں فارس ''پَرشَن ڈائناسِٹی'' آج کے ۱۷ ممالک جیسے ازوباکستان ،افغانستان، خزاکستان، ارمینیا ،جارجایا، پاکستان، ہندوستان کے بعض ساحلی علاقے ،بحرین ،کویت، قطر، عمان، یو ای، ایران, ملیشیاء، انڈونیشیا وغیرہ پر مشتمل تھا۔ الحمدللہ آج ان ممالک میں تقریبا ۳۶ کروڑ مسلمان پائے جاتے ہیں۔

اور رہا امریکہ اس وقت تک اس کا وجود نہیں تھا ۱۴۵۲ء میں یورپ کا ''رینے زانس'' ہوا۔ ۱۴۹۲ء میں ''کولَمبَس'' نے امریکہ دریافت کیا، اس وقت اس کے ہاتھ میں جو میاپ تھا وہ علامہ ادریسی رحمہ اللہ کا بنایا ہوا تھا، امریکہ پر مسلم سائنسدانوں کے بہت سے احسانات ہیں ۔۱۵۰۵ ء

میں ""آکسفوڑ کیا مرج"" کی بنیاد رکھی گئی۔ ۱۷۷۷ء کے بعد امریکہ آزاد ہوا، اس سے قبل وہاں کے لوگ "ڈارک ایجسdark ages"میں تھے۔ مگر مسلمان اس وقت دوسروں سے بہت اڈوانس تھے۔

اس کے علاوہ نبی کریم ﷺ نے شاہ "یمامہ"اور غسان کے دوحاکموں کے نام بھی خط لکھا تھا جن کا نام فروہ اور جبلہ ہے ہرقل نے فروہ کو قتل کیا کیونکہ ان دونوں کے درمیان ایک معاہدہ تھا۔ فروہ کی شہادت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اس نے اپنی جان، مال اور سلطنت اللہ کی راہ میں قربان کردی۔ حضرتِ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسی الاشعری دونوں یمن کے ایک علاقہ کے حاکم تھے۔

وفود کو اسلام کی دعوت:

آپ ﷺ کے پاس تقریبا ۷۰ سے زائد وفود آئے جیسے: وفدِ عبد قیس، وفدِ نجران، وفدِ بنی حنیفہ، وفدِ طئی، وفدِ بنی عامر، وفدِ کندۃ، وفدِ ثقیف وغیرہ آپ ﷺ نے ان تمام کو اسلام کی دعوت دی ان کے کھانے پینے اور رہنے سہنے کا انتظام کیا۔ آپ ﷺ کے پاس وفود کے آنے کا مقصد الگ الگ ہوتا تھا بعض قبولِ اسلام کے لئے آتے تھے، بعض اسلام کے تعلق سے اپنے شکوک کے ازالے کے لئے آتے تھے، بعض قیدیوں کی رہائی کے لئے آتے تھے اور بعض آپ ﷺ کو قتل کرنے کے ارادے سے آتے تھے لیکن وہ آپ ﷺ کے کریمانہ اخلاق سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیتے تھے۔

اسی طرح آپ ﷺ کی محنت سے مکے کے بڑے بڑے سردار حضرتِ ابوسفیان رضی اللہ عنہ، حضرتِ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ اور حضرتِ عثمان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ وغیرہ نے اسلام قبول کیا۔

نبی کریم ﷺ دن میں کچھ دیر قیلولہ کرتے اور رات میں ۲ یا ۳ گھنٹے آرام فرماتے تھے کیونکہ آپ ﷺ کی ۹ بیویاں تھیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ فِي لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ، وَلَهُ تِسْعُ نِسْوَةٍ"

ترجمہ:" آپ ﷺ ایک ہی رات سارے ازواجِ مطہرات کے پاس آتے تھے اور ازواجِ مطہرات نو تھے۔

(الراوی:انس بن مالک رضی اللہ عنہ المصدر: صحیح البخاری رقم الحدیث:5068)

اور اسی طرح آپ ﷺ رات کے آخری حصے میں تہجد پڑھتے تھے۔ الغرض آپ ﷺ کی ان تمام محنتوں کا نتیجہ تھا کہ سن آٹھ ہجری میں مسلمانوں کی تعداد عورتوں اور ضعیفوں کے علاوہ دس ہزار سے زیادہ ہوگئی اور دس ہجری میں لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہوئے، اس طرح مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ چالیس ہزار ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ (١) وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا (٢) فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا (٣)"

ترجمہ:"جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے [1] اور تو لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق آتا دیکھ لے [2] تو اپنے رب کی تسبیح کرنے لگ حمد کے ساتھ اور اس سے مغفرت کی دعا مانگ، بیشک وہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا ہے۔"(سورۃ النصر:3-1 /110)

مولانا حالی رحمہ اللہ نے فرمایا:

رہے اس سے محروم نہ آبی نہ خاکی
ہری ہو گئی کھیتی ساری خدا کی

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی
عرب کی زمین جس نے پوری ہلا دی

لہذا ہم پر بھی لازم ہے کہ ہم بھی تبلیغِ دین اور اشاعتِ اسلام کے لئے کمربستہ ہو جائیں اور اس کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار رہیں اور اللہ تعالی ہمیں ویسے ہی سربلند کرے گا جیسے صحابہ کرام کو کیا تھا۔ اگر اس کام سے جی چرائیں گے تو ہمیں دنیاو آخرت دونوں جگہ ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

مذکورہ سیرت سے ماخوذ اسباق

پہلا سبق: حالتِ امن اسلام کی ترقی

مذکورہ سیرت سے ہمیں پتہ چلا کہ صرف چار سال کی مدت میں اسلام خوب پھیلا۔ اس کا سب سے بڑا اسبب صلح حدیبیہ ہے یعنی آپ ﷺ کفار مکہ سے سن ٦ ہجری میں حدیبیہ مقام پر دس سال تک جنگ نہ کرنے اور امن کے ساتھ رہنے کی صلح کی تھی۔

دشمنانِ اسلام جانتے ہیں کہ مسلمان اگر سکون اور اطمینان سے رہیں گے تو وہ اسلام کو بڑی تیزی کے ساتھ پھیلائیں گے۔ اسی لئے انہوں نے ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی سازشوں کو ناکام کر دیا:

"وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللهُ وَاللهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ"

ترجمہ: "اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی (مکر) خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ سب خفیہ تدبیر کرنے والوں سے بہتر ہے۔" (سورۃ آل عمران: 54/3)

الغرض اللہ سبحانہ وتعالیٰ بہترین پلانر ہے "CAIR" یعنی "سنٹر، آف امریکہ اینڈ اسلامک ری لیشن ڈپارٹمنٹ" یہ امریکہ اور عرب ممالک کے ملنے کی ایک "مشورہ تنظیم" ہے۔ اس کی رپورٹ کے مطابق امریکہ میں پیش آئے "ڈبلیو، ٹی، سی" "نائن لیون" کے واقعہ سے ۲۰۰۸ء تک امریکہ کے ۳۴ ہزار لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ اسلام ایک دین فطرت ہے وہ لوگوں کو بڑی آسانی کے

ساتھ سمجھ میں آجاتا ہے، دشمنوں کی لاکھ سازشوں کے باوجود وہ پھیلا ہے اور پھیلتا رہے گا۔ کسی شاعر نے کہا:

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا
جتنا کہ دباؤ گے

دوسرا اسبق: ابتداء میں ہر کام مشکل اور محنت طلب ہوتا ہے:

مذکورہ سیرت سے ہمیں یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ ابتداء میں ہر کام مشکل اور محنت طلب ہوتا ہے۔ بیج بونے اور پروگرامنگ کرنے میں کافی وقت لگتا ہے۔ لیکن ایک داعی کو چاہئے کہ وہ ہمت ہارے بغیر مسلسل محنت کرے۔ ان شاء اللہ بعد میں اس کا نتیجہ بہت ہی اچھا ہوگا۔ جیسا کہ آپ ﷺ کو ابتدائی سالوں میں خاطر خواہ کامیابی نہیں ملی لیکن آخر کے چار سالوں میں بڑی کامیابی ملی۔

قرآن مجید ساری انسانیت کے لئے ہے:

قرآن مجید ایک کتابِ ہدایت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے سارے جہاں والوں کی ہدایت کے لئے نازل کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ "

ترجمہ: "اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے کے لوگوں کو پیدا کیا، یہی تمہارا بچاؤ ہے۔" (سورۃ البقرۃ: 2/21)

ایک اور جگہ فرمایا: "شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ"

ترجمہ: "ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے۔" (سورۃ البقرۃ: 2/185)

ان دونوں آیات میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ دونوں آیتوں میں لفظِ مسلم کے بجائے لفظِ الناس کا استعمال کیا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن سارے جہاں والوں کے لئے ہے، قرآن مجید پڑھنے کا جتنا حق مسلمانوں کا ہے اتنا ہی حق غیر مسلموں کا بھی ہے۔

لہذا قرآنِ مجید ان سب کے لئے ہے جن لوگوں تک اس کا پیغام پہنچتا ہے چاہے وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم، عربی ہوں یا عجمی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانعام میں فرمایا:

"لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ أَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُونَ أَنَّ مَعَ اللَّهِ آلِهَةً أُخْرَى قُلْ لَا أَشْهَدُ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَهٌ وَاحِدٌ وَإِنَّنِي بَرِيءٌ مِمَّا تُشْرِكُونَ (١٩)"

ترجمہ:"اور میرے پاس یہ قرآن بطور وحی کے بھیجا گیا ہے تاکہ میں اس قرآن کے ذریعے سے تم کو اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے ان سب کو ڈراؤں کیا تم سچ مچ یہی گواہی دوگے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ اور معبود بھی ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ میں تو گواہی نہیں دیتا۔ آپ فرما دیجئے کہ بس وہ تو ایک ہی معبود ہے اور بے شک میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں۔"(سورۃ الانعام:19/6)

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:"**وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ مُصَدِّقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرَى وَمَنْ حَوْلَهَا وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَهُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ (٩٢)**"

ترجمہ:"اور یہ بھی ایسی ہی کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے جو بڑی برکت والی ہے، اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور تاکہ آپ مکہ والوں کو اور آس پاس والوں کو ڈرائیں۔ اور جو لوگ آخرت کا یقین رکھتے ہیں ایسے لوگ اس پر ایمان لے آتے ہیں اور وہ اپنی نماز پر مداومت رکھتے ہیں۔"(سورۃ الانعام:92/6)

لہذا میں اپنے غیر مسلم بھائیوں سے بھی گذارش کرتاہوں کہ آج قرآنِ مجید کا ترجمہ مختلف زبانوں جیسے ”تلگو، کنڑا، انگریزی، ٹمل، بنگلہ، ملیالم“ وغیرہ میں موجود ہے، آپ قرآن پڑھیں کیونکہ اس میں صرف مسلمانوں کے نہیں بلکہ ساری انسانیت کے مسائل کا حل موجود ہے۔

نبی کریم سارے جہاں والوں کے لئے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں:

نبی کریم بلا قید زمان و مکان سارے جہاں والوں کے لئے رسول بن کر بھیجے گئے ہیں۔ آپ کی رسالت عام ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ"

ترجمہ:"ہم نے آپ کو سارے جہاں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔"(الأنبياء:21/107)

سورۃ سبا میں اس طرح فرمایا:

"وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ"

ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبریاں سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے ہاں مگر (یہ صحیح ہے) کہ لوگوں کی اکثریت بے علم ہے (سورۃ سبا:34/28)

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاعراف میں واضح الفاظ میں بتایا کہ آپ ﷺ کی رسالت سارے جہاں والوں کے لئے ہے:

"قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ"

ترجمہ:" آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں، جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے سو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی امی پر جو کہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کا اتباع کرو تا کہ تم راہ پر آجاؤ۔"(سورۃ الاعراف:-7/158)

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

"بُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً"

ترجمہ:"میں تو سارے مخلوقات کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔"

(الراوی: جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ   المصدر: صحیح البخاری:438)

حتی کہ آپ ﷺ کی رسالت جنوں کے لیے بھی ہے۔ آپ ﷺ ان تمام کے لئے رحمت کا پیغام لے کر آئے تھے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے امتِ مسلمہ کو صرف مسلمانوں کی اصلاح کے لئے نہیں بلکہ سارے لوگوں کی اصلاح کے لئے پیدا کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:"كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ"

ترجمہ:"تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو، اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو، اگر اہل کتاب بھی ایمان لاتے تو ان کے لئے بہتر تھا، ان میں ایمان والے بھی ہیں لیکن اکثر تو فاسق ہیں۔"(سورۃ آل عمران:3/110)

سابقہ آسمانی کتابوں میں آپ ﷺ کی پیشن گوئیاں

اللہ تعالی سابقہ کتب سماویہ میں آپ ﷺ کے تعلق سے پیشن گوئی کی ہے جس کا ذکر اللہ تعالی نے قرآن مجید میں بھی کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

"الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ"

ترجمہ:"جو لوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں۔ سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے، ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔"(سورۃ الاعراف:--157/7)

علامہ ابن تیمیہ نے ایک کتاب لکھی جس کا نام"**الجواب الصحیح لمن بدل عن دین المسیح** "ہے۔یہ کتاب 3500 صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں نبی کریم ﷺ کی 35 پیشگوئیاں ذکر کی گئی ہیں جن کا ذکر تورات اور انجیل میں ہے اس کتاب کو پڑھ کر کئی عیسائی مسلمان ہو گئے ز

علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے"**هداية الحيارى في اجوبه اليهود والنصارى**"کتاب لکھی جو 300 صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں 20 سے زیادہ نبی ﷺ کی پیشگوئیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

احمد بن ادریس بن عبدالرحمٰن الصنھاجی القرافی رحمہ اللہ نے"**الأجوبة الفاخرة عن الاسئلة الفاجرة**"کتاب لکھی جس میں نبی کریم ﷺ کی 55 پیشگوئیاں ذکر کی گئی ہیں جو بائیبل میں مذکور ہیں۔

علامہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ نے"اظہار الحق"میں آپ ﷺ کی 18 پیشگوئیوں کا ذکر ہے

۔

بائبل میں آپ ﷺ کا ذکر:

بائبل میں کئی مقامات پر آپ ﷺ کا ذکر کیا گیا مثلا:

old پرانا عہد نامہ:song of soloman chapter No: 5 vers :18

testament اس میں نبی کریم ﷺ کا نام "محمد" ذکر کیا گیا ہے۔

old testament ,song of soloman chapter No: 5 vers

16:: پرانا عہد نامہ

gospel of john capter no 14 new testament نیا عہد نامہ

vers 16,17,18۔

لفظِ فارقلیط سے مراد آپ ﷺ ہیں:

اسی طرح بائبل کے گوسپال آف جان انجیل یوحنا کے چاپڑ نمبر 15 ورس نمبر 17،16،15 کے اندر فارقلیط کا لفظ آیا ہے اور یہ عبرانی لفظ ہے۔ عیسائی اس کا الگ الگ مقامات پر الگ الگ معنی کئے ہیں اور اس سے روح القدس (ہولی سپرائٹ) مراد لیتے ہیں۔ جبکہ مسلمان اس سے محمد ﷺ مراد لیتے ہیں اور یہی صحیح ہے اور اس کے کئی دلائل ہیں:

پہلی دلیل: ایک یہودی کا اعتراف:

عبد الوہاب نجار جو کہ قصص الانبیاء کے مولف ہیں وہ اس کتاب کے اندر ایک واقعہ نقل کرتے ہیں اور یہ واقعہ 1884ء کا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ستائیس رجب کی رات میں ایک یہودی کے ساتھ جا رہا تھا جو عبرانی زبان کا بڑا ماہر تھا۔ میں نے اس سے پوچھا: فارقلیط کا صحیح معنی کیا ہے؟ تو اس نے اپنا دامن بچاتے ہوئے کہا کہ عیسائی حضرات کہتے ہے کہ اس سے مراد روح القدس ہیں۔ عبد الوھاب نے کہا: میں فی الوقت کسی عیسائی عالم سے نہیں ایک عبرانی زبان کے ماہر سے پوچھ رہا ہوں۔ آپ سچ بتایئے اس کا حقیقی معنی کیا ہے؟ اس نے کہا فارقلیط سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ لفظ آپ کے لیے ہی فٹ ہوتا ہے۔

دوسری دلیل: انسلم ٹورمڈا کے استاذ کا اعتراف:

انسلم ٹورمڈا 1420ء نے ایک کتاب لکھی جس کا نام تحفۃ الاریب للرد علی اھل الصلیب ہے اور بعد میں یہ مسلمان ہوئے اور اپنا نام عبد اللہ بن عبد اللہ الترجمان رکھا۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے استاذ سے کافی کتابیں پڑھیں اور جب میں بائیبل پڑھ رہا تھا اور اس کے گوسپال آف جان انجیل یوحنا کے چاپڑ نمبر 15 ورس نمبر 17،16،15 فارقلیط کا لفظ آیا دیکھا میں نے اپنے استاذ سے پوچھا یہ فارقلیط کون ہے؟ جو ہمارے ساتھ ہمیشہ رہیں گے اور صحیح راستہ دکھائیں گے، نتیجہ میں ہمیں ہمیشہ کی زندگی ملے گی، استاد نے کہا: اس کی گہرائی میں جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے کہا: مجھے اس کے بارے میں معلوم کرنا ہے تاکہ میں آخرت میں نجات پاسکوں۔ استاذ نے کہا اس سے مراد محمد ﷺ ہیں۔ میں نے کہا کیا ہم سب آپ ﷺ پر ایمان لے آئیں اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائیں؟ اس پر استاذ نے کہا اگر آپ کو کلمہ پڑھنا ہو تو پڑھو لیکن میں نہیں پڑھوں گا۔ اس کے بعد انہوں نے فوراً کلمہ پڑھ لیا۔

تیسری دلیل: داؤد بنجامین کلدانی کا اعتراف:

داؤد بنجامین کلدانی ایک کرسچن تھے انہوں نے phd کرنا چاہا۔ اور اس phd کے مقالہ کے ذریعہ قرآن اور مسلمانوں کو جھوٹا ثابت کرنا چاہا کہ تورات اور انجیل میں کہیں بھی آپ ﷺ کا ذکر نہیں ہے۔ اس کے لئے انہوں نے بہت کوشش کی لیکن ان کا دل نہیں مانا آخرکار انہوں نے مان لیا کہ محمد ﷺ کا ذکر تورات اور انجیل میں موجود ہے. اور اس کتاب میں لفظِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سونے کے رنگ سے لکھا اور کہا کہ یہی وہ لفظ ہے جس کے ذریعے مجھے اسلام کی دولت نصیب ہوئی۔ انہوں نے اپنے مقالے کا نام محمد ﷺ فی الکتاب المقدس رکھا اس کا انگریزی میں بھی ترجمہ موجود ہے۔ انہوں نے بھی اس مقالہ میں فارقلیط سے محمد ﷺ مراد لیا ہے۔

رگ وید میں آپ ﷺ کا ذکر:

رگ وید میں کئی مقامات پر آپ ﷺ کے تعلق سے پیشن گوئی کی گئی ہے مثلا: رگ وید ھن نمبر 13 اور ورس نمبر 3، رگ وید بک نمبر 1 ھن نمبر 18 اور ورس نمبر 9، رگ وید بک نمبر 3 ھن نمبر 2 اور سطر نمبر 3، رگ وید بک نمبر 5، ھن نمبر 2 اور سطر نمبر 2، رگ وید بک نمبر 7 ھن نمبر 2 اور سطر نمبر 2۔

یجر وید میں آپ ﷺ کا ذکر:

یجر وید میں کئی مقامات پر آپ ﷺ کے تعلق سے پیشن گوئی کی گئی ہے مثلا: یجر وید capter number:20 No: 37 vers، یجر وید capter 0 vers No: 57، number:2 یجر وید no:21 capternumber vers No 33، یجر وید vers No :55 capter number:21۔

سام وید میں آپ ﷺ ذکر:

سام وید میں کئی مقامات پر آپ ﷺ کے تعلق سے پیشن گوئی کی گئی ہے مثلا: سام وید ایک نمبر:2 ہن نمبر:6 ورس نمبر:7 کے اندر احمد کا لفظ آیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الصف میں فرمایا:

"وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُبِينٌ (٦)"

ترجمہ: "اور جب مریم کے بیٹے عیسیٰ نے کہا اے (میری قوم)، بنی اسرائیل! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں مجھ سے پہلے کی کتاب تورات کی میں تصدیق کرنے والا ہوں اور اپنے بعد

آنے والے ایک رسول کی میں تمہیں خوشخبری سنانے والا ہوں جنکا نام احمد ہے۔ پھر جب وہ ان کے پاس کھلی دلیلیں لائے تو یہ کہنے لگے، یہ تو کھلا جادو ہے۔" (سورۃ الصف:6/ 61)

اسی طرح ساماوید ایک نمبر 2 ھن 6، سطر 8 میں ایک لفظ نراشنسا آیا ہے، نر اکا مطلب مرد ہے، شنسا کا مطلب ایسا شخص جس کی خوب تعریف کی جائے، عربی میں اس کا ترجمہ محمد ﷺ ہوتا ہے۔

بھوشہ پرانا میں آپ ﷺ کا ذکر:

بھوش معنی مستقبل کے ہیں، بھوشہ پرانا ایسی کتاب جس میں مستقبل کی پیشن گوئیاں کی گئی ہیں، بھوش پرانا کے، پوتری، کھنڈتری، ادھتیری، اشلوک نمبر 6،5،4 میں ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک ٹیچر بنکر آئیں گے۔ آپ ﷺ پر جتنا حق مسلمانوں کا ہے اتنا ہی حق غیر مسلموں کا بھی ہے ۔ آپ ﷺ سارے جہاں والوں کے لئے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اگر مستقبل میں انسان جو پیٹر اور مارس میں بسیر اکرلے تو ان کے لئے بھی آپ ﷺ رسول ہیں لیکن لوگ محمد ﷺ کے عالمگیر پیغام کو نہیں جانتے ہیں۔

ہمارے کوئی ہندو بھائی یہ نہ خیال کریں کہ مذکورہ ہندو مذہب کے کتابوں کی تشریح میں اپنی طرف سے کر رہا ہوں۔ لیکن بات ایسی نہیں ہے۔ کیونکہ ٹملناڈو کے ایک مشہور صحافی اور ہندو اسکالر جو کہ بعد میں مسلمان بنے جن کا نام عبداللہ اڈیار ہے پوری دنیا انہیں مانتی ہے۔ ایمر جنسی کے زمانے میں انہیں جیل جانا پڑا تو انہوں نے جیل میں مذہبی کتابوں کا مطالعہ شروع کر دیا اس مطالعہ کے دوران انہوں نے بھوشہ پرانا، پوتری، کھنڈتری، ادھیاتری، اشلوک نمبر 5،6،4 میں آپ ﷺ کے تعلق سے پیشن گوئیاں پائیں کہ محمد ﷺ صحراء میں رہیں گے ان کے ماننے والوں کو مسلمان کہا جائے گا ان کے لئے جٹ نہیں رہے گی اور وہ اونٹنی پر سواری کریں گے وغیرہ۔

عبد اللہ اڈیار یہ ساری پیشن گوئیں پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوگئے اور انہوں نے ٹمل میں ایک کتاب لکھی جس کا نام " اسلام جس سے مجھے عشق ہو گیا" یہ کتاب تلگو میں نینو اراد نتے اسلام کے نام سے موجود ہے۔

گرو گرنتھ صاحب میں آپ ﷺ کا ذکر:

سکھوں کی مذہبی کتاب گرو گرنتھ صاحب کے صفحہ نمبر ۱۴۱ اور سطر نمبر ۱۱ میں لکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کو مانے گا اور ان کی تعلیمات کو مضبوطی سے تھام لے گا تو اس سے دنیا کے تمام "کنفیوژن" ہی ختم ہو جائیں گے۔

قرآن مجید اللہ ہی کا کلام ہے سائنس کی روشنی میں:

"نیوٹن" نے سائنس کا ایک کانسپٹ پیش کیا جس کو کانسپٹ آف انفرنس" کہتے ہیں، یعنی {To know the unknown things by known things} ایک معلوم چیز سے دوسری نامعلوم چیز کو ثابت کرنا۔ جیسے نیوٹن نے سیب کے ذریعہ زمینی کشش کو ثابت کیا، اس کانسپٹ کے ذریعہ ہم ثابت کرسکتے ہیں کہ قرآن من جانب اللہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس زمانے میں آئے اور قرآن جس زمانے میں نازل ہوا اس کو ڈارک ایجس کہتے ہیں، اس وقت نہ آکسفورڈ یونیورسٹی تھی اور نہ امریکا ڈسکور ہوا تھا، کسی قسم کی ترقی نہ تھی، لوگ تاریک دور سے گذر رہے تھے آخر کار دنیا میں ۱۷۰۷ کے بعد "ریویولیشن" آیا اور آپ ﷺ ایک امی شخص تھے، آپ ﷺ کے زمانے میں جدید آلات اور ٹکنالوجی بھی نہیں تھی لیکن اس کے باوجود قرآنِ مجید نے اس زمانے میں ہی بہت ساری سائنسی باتیں بتائی ہیں۔ جیسے "امبرالوجی" یعنی رحمِ مادر بچہ کا مختلف مراحل سے ڈولپ پانا وغیرہ۔ اجیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ المومنون میں اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ [12]ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَكِينٍ [13]ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ"

ترجمہ:"یقیناً ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا [12] پھر اسے نطفہ بنا کر محفوظ جگہ میں قرار دے دیا [13] پھر نطفہ کو ہم نے جما ہوا خون بنا دیا، پھر اس خون کے لو تھڑے کو گوشت کا ٹکڑا کر دیا۔ پھر گوشت کے ٹکڑے کو ہڈیاں بنا دیں، پھر ہڈیوں کو ہم نے گوشت پہنا دیا، پھر دوسری بناوٹ میں اس کو پیدا کر دیا۔ برکتوں والا ہے وہ اللہ جو سب سے بہترین پیدا کرنے والا ہے۔"(سورۃ المومنون:14-12/23)

ڈاکٹر ولیم مورے جو بہت بڑے سائنسدان تھے وہ کہتے ہیں کہ: آج ہم اتنے آلات رکھ کر اتنی گہرائی کے ساتھ بتا نہیں سکتے جتنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے،اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب انسان کی نہیں ہے بلکہ یہ اللہ رب العالمین کی کتاب ہے۔

اسی طرح ابتدائے کائنات کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ (۳۰)"

ترجمہ:"کیا کافر لوگوں نے یہ نہیں دیکھا کہ آسمان وزمین باہم ملے جلے تھے پھر ہم نے انہیں جدا کیا اور ہر زندہ چیز کو ہم نے پانی سے پیدا کیا، کیا یہ لوگ پھر بھی ایمان نہیں لاتے۔"(سورۃ الانبیاء:30/21)

آج کے سائنسدان اسے ''بِگ بیانگ تھیوری'' کہتے ہیں۔یعنی بتداء میں آسمان اور زمین دونوں ملے ہوئے تھے، ایک بہت بڑا دھاکہ ہوا، جس کے نتیجہ میں سو بلین ''گیالیزیس'' بنے اور ہر ''گیالیگزیز'' میں دوسو ۲۰۰ بلین تارے بنے، ان دوسو بلین تاروں میں سے ۴۵ ''سیاٹلائٹس'' ہیں،

ہم جس گیالیزی میں رہتے ہیں اس کا نام ملکی وے ہے اور اس میں کروڑوں کے ستارے ہیں اور ہم جس نظام شمشی میں رہتے ہیں اس میں 8 پلانٹس گردش کر رہے ہیں ان میں ایک پلانٹ زمین بھی ہے ۔ مگر اس بات کی وضاحت بھی سائنسدانوں سے پہلے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کی ہے جیسا کہ تفسیر القرطبی میں مذکور ہے:

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ:"أَنَّهَا كَانَتْ شَيْئًا وَاحِدًا مُلْتَزِقَتَيْنِ فَفَصَلَ اللَّهُ بَيْنَهُمَا بِالْهَوَاءِ"

ترجمہ:"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابتداء میں آسمان و زمین ایک دوسرے سے ملے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فضا کے ذریعہ انہیں ایک دوسرے سے الگ کر دیا۔"

(المصدر: تفسیر القرطبی المفسر: الامام القرطبی رقم السورۃ والایۃ: 21/30)

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کی بھی وضاحت فرمائی ہے کہ اس نے ہر چیز کو پانی سے پیدا کیا آج کی سائنس کہتی ہے کہ ڈی این اے کی بنیاد پانی پر ہے۔

اسی طرح سمندر کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"أَوْ كَظُلُمَاتٍ فِي بَحْرٍ لُجِّيٍّ يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِ سَحَابٌ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُورٍ"

ترجمہ:"یا مثل ان اندھیروں کے ہے جو نہایت گہرے سمندر کی تہہ میں ہوں جسے اوپر تلے کی موجوں نے ڈھانپ رکھا ہو، پھر اوپر سے بادل چھائے ہوئے ہوں۔ الغرض اندھیریاں ہیں جو اوپر تلے پے درپے ہیں۔ جب اپنا ہاتھ نکالے تو اسے بھی قریب ہے کہ نہ دیکھ سکے، اور (بات یہ ہے کہ) جسے اللہ تعالیٰ ہی نور نہ دے اس کے پاس کوئی روشنی نہیں ہوتی۔" (سورۃ النور: 24/40)

ایک سمندر مے غواص نے اس آیت کو پڑھنے کے بعد آپ ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کیا جب اسے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے زندگی میں کبھی سمندر کا سفر نہیں کیا ہے تو وہ مشرف بہ اسلام

ہو گیا،اس نے اپنے قبولِ اسلام کا سبب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ ﷺ نے زندگی میں کبھی سمندر کا سفر نہیں کیا نہ غواصی کی لیکن اس کے باوجود قرآن میں ہو بہو سمندر کا نقشہ کھینچا گیا ہے، اس طرح نقشہ وہی کھینچ سکتا ہے جس نے سمندر کا سفر کیا ہو مجھے یقین ہو گیا کہ یہ کلام کلامِ محمد نہیں بلکہ کلامِ رب العالمین ہے، اسی لئے میں نے اسلام قبول کیا۔

اسی طرح انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا میں لکھا ہوا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے، لیکن قرآنِ مجید میں آسمان، سمندر اور بجلی کی باریکیوں کے بارے میں بیان کیا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن اللہ تعالی کی کتاب ہے کیونکہ ان چیزوں کو اتنی باریکیوں کے ساتھ ان کا پیدا کرنے والا ہی جان سکتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان، سورج، چاند، ستاروں، سمندر اور ماں کے پیٹ میں بچے کی نشو نما کے بارے میں بڑی گہری اور تفصیلی باتیں بتایا ہے اس طرح کی تفصیلات کوئی عام انسان نہیں بتا سکتا، اس طرح ہمیں یہ ماننا پڑے گا کہ یہ اللہ تعالی کی بتائی ہوئی باتیں ہیں، قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے خود فرمایا:

"وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ"

ترجمہ:"اور بیشک و شبہ یہ (قرآن) رب العالمین کا نازل فرمایا ہوا ہے۔" (سورۃ الشعراء:26/192)

اس طرح ہم ہمارے غیر مسلم بھائیوں کو سائنٹفکلی اور لاجیکلی سمجھا سکتے ہیں کہ محمد اللہ کے سچے آخری رسول اور نبی ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ اسی کو کونسپٹ آف انفرنس کہتے ہیں۔

دینِ اسلام کی خاطر صحابہ کرام کا مختلف ممالک میں پھیل جانا :

آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر ایک لاکھ چالیس ہزار صحابہ کرام کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الغَائِبَ"

ترجمہ:"(پیغامِ اسلام) حاضر کو چاہیئے وہ غائب تک پہنچائے۔"

(الراوی:عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما المصدر: صحیح البخاری:1739)

اس حکم کو سننے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ساری دنیا میں پھیل گئے۔ہندوستان میں ۱۳ صحابہ کرام آئے.پاکستان اورازوباکستان کو بہت سارے صحابہ کرام آئے. حضرت ابوایوب رضی اللہ کی قبر دمشق میں موجود ہے۔مالدیپ میں کچھ صحابہ کرام کی قبریں موجود ہیں۔مؤرخین لکھتے ہیں: چونکہ صحابہ کرام اسلام کے پیغام کو عام کرنے کے لئے ساری دنیا میں پھیل گئے تھے اسی لئے ہمیں مدینہ میں ایک لاکھ چالیس ہزار میں سے صرف دس ہزار صحابہ کی قبریں ملتی ہیں۔"

آپ ﷺ نے دعوتِ دین کے لئے صحابہ کرام کی بہترین ٹیم تیار کی تھی۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کار خیر کے لئے تابعین کی ایک بہترین ٹیم تیار کی اور تابعین نے تبعِ تابعین کی ایک بہترین ٹیم تیار کی جنھوں نے اسلام کے لئے بہت ساری قربانیاں دیں۔اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر محدثین کا تعلق عرب کے بجائے عجم سے ہے۔ مثلا:امام بخاری رحمہ اللہ جن کا تعلق ازوبکستان کے ایک شہر بخاری سے ہے۔امام مسلم رحمہ اللہ کا تعلق خراسان کے ایک شہر نیساپور سے ہے۔امام ابوداوٗدرحمہ اللہ کا تعلق سجستان سے ہے اس کا کچھ حصہ افغانستان میں اور کچھ حصہ ایران میں ہے۔امام ترمذی رحمہ اللہ کا تعلق اوزبکستان کے ایک شہر ترمذ سے ہے۔امام نسائی رحمہ اللہ کا تعلق خراسان کے ایک شہر نسا سے ہے۔امام قرطبی رحمہ اللہ کا تعلق اسپین کے ایک شہر قرطبہ سے ہے۔ہمارادین صرف عرب کے لیے نہیں بلکہ "گلوبل لیول" پر سارے انسانوں کے لیے آیاہے۔

بہر کیف نبی کریم ﷺ اور ہمارے اسلاف دینِ اسلام کو گلوبل لیول پر پھیلانے کی جس طرح کوششیں کیں ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم بھی ویسی ہی کوشش اور جد جہد کریں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں دینِ اسلام کی خدمت کرنے اور اس کو ہر سو پھیلانے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

* * *